ای جہان منتظر خوش باش کا مد ولستان | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸ | آن مسیح دورِ آخر مہدیٔ آخر زمان

جلد (۶) — قادیان مین عہ — نمبر (۲۵) — گورنمنٹ ٹمنہ

۸ - جمادی الاول ۱۳۲۵ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۰ - جون ۱۹۰۷ء

چہ گویم با تو گرآئی چہ در قادیان بینی | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

فی پرچہ ۲ ر — افریقہ للعہ

دس شرائط بیعت

اوّل - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اسوقت تک کہ قبر مین داخل ہو جائے - شرک سے مجتنب رہے گا - دوم - یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بد نظری اور فسق و فجور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کیوقت ان کا مغلوب نہ ہوگا - اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے - سوم - یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم اللہ خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانون کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائے گا - چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے - پنجم - یہ کہ ہر حال رنج و راحت عُسر اور یُسر - نعمت و بلا مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بہ قضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ مین طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا - بلکہ قدم آگے بڑھائیگا - ششم - یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کر لیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ مین دستور العمل قرار دیگا ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوۃ کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا - نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہے گا اور جہان تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائیگا - دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوۃ محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوۃ مین ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور ناطون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آن نہ از خود از ہمان جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبر ہائے معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است — منکران مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آن مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیا است
یک قدم دوری ازان عالیجناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست و گورنمنٹ	عم
معاونین درجہ اول جنکو عا پر اخبار کسی ایک کے نام جاری کرانیکا حق حاصل ہے	صمہ ر
معاونین درجہ دوم جنکو عا ہر پر اخبار کسی ایک کے نام جاری کرانیکا حق حاصل ہے	للعہ ر
عام قیمت پیشگی	ے ر
عام قیمت مابعد	للعہ ر
قیمت فی پرچہ	۲ ر

جو صاحب تاریخ اجراء سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار روانہ نہ کرین گے ان سے بحساب مابعد لیجاویگی جو اخبار وقت پر نہ پہونچے اسے ہفتہ دوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے بعد مین نہین مل سکیگا رسید زر اخبار مین چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ دیجاویگی روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے - مینجر

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ ۳ بار - آج مین احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جن مین گرفتار تھا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا - استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار - رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت - اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہون کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین - آمین - اس کے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہین -

دو عورتون کی گواہی پر مذہب کی بنا

شہر نیویارک کے اخبار ٹرتھ سیکر

مین ایک صاحب جن کا نام نفتالی ہرزامیر ہے۔ تحریر فرماتے ہین کہ یسوع کے مردون سے جی اُٹھنے کی شہادت صرف عورتون سے ملتی ہے۔ ہر دو کا نام مریم تھا جن مین سے غالباً ایک تو یسوع کی مان تھی۔ اور دوسری یسوع کی چاہیتی مریم مگدلینی تھی ان دو عورتون کی گواہی پر مذہب عیسوی کا سارا دارومدار ہے اب سوچنے کے لائق یہ امر ہے۔ کہ کیا یہ گواہی اتنے عظیم الشان واقعہ کے ثبوت کے واسطے کافی ہو سکتی ہے۔ اس امر کے واسطے عیسائی تاریخ کا ایک اور واقع مین بطور نظیر کے پیش کرتا ہون اور وہ یہ ہے۔ کہ جب مسلمانون کے بادشاہ محمد نے عیسائی دنیا کے صدر مقام قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ تو ایام محاصرہ مین (عیسائیون کی بدقسمتی سے) قحط پڑ گیا۔ دوران قحط مین ایک پادری صاحب نے اپنے گرجے کے متعلقین کو روٹی بہم پہنچانے کی خاطر ایک عیسائی یونانی سوداگر سے پانچہزار درم قرض لئے اور ایک تحریر لکھدی۔ کہ دو ہفتہ مین یہ قرضہ ادا کر دیا جاویگا جب دو ہفتہ گذرے۔ تو سوداگر تحریر ہاتھ مین لے کر پادری صاحب کے پاس گیا اور اپنا قرضہ طلب کیا۔ پادری صاحب نے وہ تحریر اس کے ہاتھ سے لے کر پھاڑ ڈالی۔ اور اس کو دھکے دیکر گرجا کے احاطہ سے باہر نکالدیا۔ اس وقت وہان صرف ایک عورت موجود تھی۔ جو گرجا کو صاف کر رہی تھی اور اس نے یہ سارا ماجرا دیکھا۔ سوداگر بیچارہ روتا پیٹتا بڑے پادریون کی عدالت مین پہنچا۔ اور فریاد کی۔ وہان اس سے گواہ طلب کیا گیا اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ پادری ہو کر وہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرے گا۔ اس واسطے مین کسی آدمی کو ساتھ نہ لے گیا البتہ وہان ایک عورت اس وقت موجود تھی اس سے دریافت کر لیا جاوے۔ پادریون کی مجلس نے فیصلہ دیا۔ کہ عورت کی گواہی اس امر کے واسطے کافی نہین۔ اس واسطے دعوی خارج اس سوداگر نے شہر کے لوگون کو جمع کر کے کہا۔ کہ دیکھو جب پانچہزار درہم کے واسطے عورت ذات کی گواہی کافی نہین تو ہزارون ہزار روحون کی نجات کے معاملہ مین عورت کی گواہی کیونکر ماننے کے قابل ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پادریون کے مطابق مذہب عیسوی کی بنا کسی جائز شہادت پر نہین ہے اور یہ مذہب بالکل جھوٹا ہے۔ ایک جھوٹے مذہب کی خاطر ہم کیون فاقہ کشی کی مصیبت برداشت کرین۔ مذہب اسلام عقل کے مطابق ہے اسکو ہم کیون قبول نہ کرلین۔ سوداگر کی اس بات نے عوام کے دل پر اثر کیا۔ اور پانچہزار یونانیون نے یکدم جمع ہو کر مذہب اسلام قبول کر لیا۔ اور شہر کے دروازے کھولدئے اور صوفیہ کے گرجا پر ہلالی پرچم لہلہانے لگا۔ یہ ایک بڑی حماقت ہے۔ کہ ہم مان لین۔ کہ خدا مر گیا تھا۔ لیکن اگر وہ مر گیا تھا۔ تو مردے کبھی زندہ نہین ہو سکتے۔ جو ایک دفعہ مر گیا۔ وہ ہمیشہ کے لئے مر گیا۔ خواہ خدا تھا خواہ کوئی اور تھا سچی بات مین کیا لحاظ ہے۔ جو مر گیا۔ سو مر گیا۔

سویرے جاگنا

آج کل فیشن کی تقلید مین صبح سات آٹھ بجے اُٹھنے کا مرض ہماری مسلمان بھائیون مین بھی کثرت سے پھیلتا جاتا ہے حالانکہ قرآن شریف مین مومن کی تعریف مین آیا ہے۔ وقلیلاً من اللیل مایھجعون۔ اور بالاسحار ھم یستغفرون مین نے بڑی غور کے بعد اس مرض کے اسباب کو معلوم کیا ہے۔ ایک تو احکام الٰہی سے غفلت۔ صبح نماز پڑھنے تک کا خیال نہین ہوتا۔ دوم۔ رات کے پہلے حصہ مین دیر تک جاگتے رہنا۔ اور گیارہ بارہ بجے تک فضول گپین ہانکتے رہنا عذر یہ کرنا کہ نیند نہین آتی۔ مگر مین کہتا ہون کہ نیند کیونکر آئے۔ جب اُدھر سے آٹھ بجے اُٹھنا ہوتا ہے۔ رات کو سویرے سونا چاہیئے اور صلوۃ العشاء کے بعد بالکل بلاضرورت باتین نہین کرنی چاہئین۔ اور صبح سویرے اُٹھ کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ جیسا کہ قادیان کی ہر دو مساجد مین عموماً پڑھی جاتی ہین۔ اور جسے تہجد نصیب ہون اس کے کیا کہنے۔ اکمل

عبرت

برادر محمد بخش صاحب احمدی علاقہ کسک سے تحریر فرماتے ہین۔ خدا کی قدرت کا تماشا اس طرف عجیب طرح کا ہوا ہے۔ علاقہ کہون تا تحصیل تلہ گنگ تک چنون کا فصل کا دانہ گھار دن مین خشک ہو گیا ہے۔ اور کچھ اولے پڑنے سے غلہ گندم کا فصل بہت گاؤن کا برباد ہو گیا ہے۔ مقام کہوڑہ مین ایک پرانا مندر تھا اس کی دیوی۔ اور ایک مندر پرانا کس کہوڑہ مین تھا اس کی دیوی۔ اور ایک مندر قلعہ کسک پر بہت ہی پرانا تھا جس کی دیوی بڑی قیمتی سامان سے آراستہ تھی بجلی سے فناہ ہو گئی ہین۔ بعض مندر تو کھڑے ہین صرف شگاف پڑے ہین۔ لیکن بہت ریزہ ریزہ ہو گئے ہین طاعون کی بیماری ترقی پر ہے۔ لیکن منکرون کو ابھی تک پرواہ نہین ہے۔

طاعون زدہ مقام سے نکلنا۔ ایک خط اور اس کا جواب

مکرم و مخدوم بندہ!۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آجکل بیماری طاعون کا ہر چہار طرف دور دورہ ہے۔ اہل اسلام اس بیماری سے بچاؤ کے واسطے احکام دینی کی طرف متوجہ ہو رہے ہین۔ علمائے دین مختلف فتاوی عاید کر کے نہایت مشکلات مین ڈالدیتے ہین۔ پس آنجناب کو برگزیدہ و رکن اعظم اسلام تسلیم کر کے التماس ہے کہ بحوالہ کتب معتبرہ مفصلہ ذیل فتوے سے آگاہی بخشین" (کیا فرماتے ہین علمائے دین کہ مقام طاعون زدہ سے جائے انتقال کرنی جائز ہے یا نہین۔ اور ایسی بیماری سے بچاؤ کے لئے کیا تدابیر اور وسائل اختیار کئے جاوین) براہ نوازش بنظر ہمدردی اسلام و رفاہ عام جواب سے بواپسی عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور فرماوین۔ والسلام

احقر العباد سید نادر شاہ عفی اللہ عنہ پیرزادہ درگاہ حضرت مولانا سید بدرالدین اسحاق رحمت اللہ علیہ از پاک پٹن شریف ضلع منٹگمری۔

فتوے

بموجب حدیث صحیح کے یہ فتوے ہے۔ کہ اگر طاعون کی ابتدائی حالت ہو۔ تو اس شہر سے نکل جانا چاہیئے۔ اور اگر طاعون زور پکڑ جاوے۔ تو نہین جانا چاہیئے۔ مگر مضائقہ نہین کہ اسی گاؤن کی سرزمین مین باہر سکونت اختیار کرین۔

مرزا غلام احمد

شملہ مین جلسہ خیر خواہی سرکار

شملہ سے شیخ عبدالحمید صاحب آفس انگلش ویریہوس حضرت کی خدمت مین اطلاع کرتے ہین کہ وہان احمدی برادران نے خیر خواہی سرکار مین ایک جلسہ مرتب کو کیا اور مفصلہ ذیل ریزولیوشن پاس کئے۔

اول ہم احمدی جماعت شملہ موجودہ پولیٹیکل شورش سے سخت متنفر ہین اور جو لوگ گورنمنٹ کے خلاف بدخیالی برپا کرنیکی کوشش کرتے ہین ان سے ہرگز اتفاق نہین کر سکتے بلکہ ان کے برخلاف پروٹسٹ کرتے ہین اور ان کی اس کارروائی کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ دوم ہم احمدی جماعت شملہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مہدی معہود کی تعلیم پر کاربند ہونے کو فخر سمجھتے ہین اور ان کی ہر بات کو بڑی عظمت سے دیکھتے ہین اور ان کی نصیحت پر عمل کرنے کو فرض سمجھتے ہین بلکہ فلاح دارین کا ذریعہ یقین کرتے ہین پس ان کی اس نصیحت پر کہ گورنمنٹ انگریزی کی ہر طرح فرمان برداری کرو عملدرآمد کرنے کے لئے دلی طور پر آمادہ ہین۔ سوم۔ آج کے جیلسک رپورٹ

کیا احمدی جماعت توجہ کرے گی

ہمنے بڑی کوشش اور محنت سے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا جس میں ارادہ تھا۔ کہ علاوہ دیگر مضامین کے حضرت صاحب کے وہ کلمات طیبات جو آپ گھر میں فرماتے ہیں اور جن میں سینکڑوں موتی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جن کی قدر ایک باخدا جوہری کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ درج کئے جائیں اور ناظرین کے فائدہ کے لئے حضرت مسیح موعود کے خطوط جو وقتاً فوقتاً آپ نے مختلف خدام کو لکھے ہیں۔ اس میں شائع کئے جاویں۔ تاکہ وہ لوگ جو اپنے گاؤں اور اپنے شہروں میں کوئی قابل مشورہ دینے والا نہیں رکھتے۔ وہ ان خطوط کی معرفت اپنے نبی اور رسول سے مشورہ لیں۔ کیونکہ یہ خطوط بعض تو چند اعتراضات اور استفسارات کے جواب میں ہیں۔ اور بعض میں چند احباب کے تکالیف کے دفع کی بابت مشورہ دیا گیا ہے۔ پس ہر ایک شخص ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پھر اس رسالہ میں ہمنے وہ فقرات جو حضرت صاحب نے عربی سیکھنے کے لئے بنائے تھے۔ درج کئے ہیں اور یہ سب اس صورت میں ہیں۔ کہ آخر میں ایک کتاب بن سکے اور اس رسالہ کے دیگر مضامین بھی خدا کے فضل سے ایسے عمدہ ہیں۔ کہ علاوہ دوستوں کے دشمنوں نے بھی ان کی معقولیت کی داد دی ہے۔ چنانچہ نیر اعظم مراد آباد اس کی تعریف میں لکھتا ہے۔ کہ بلا مبالغہ اسلامی رسالوں میں سے ریویو آف ریلیجنز کے بعد اسی کو شمار کرنا چاہیئے۔ اور اس کے اجرا سے اسلام کو بہت مدد ملے گی۔ اور بمبئی سے ایک صاحب مصطفےٰ آفندی جو احمدی فرقہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ لکھتے ہیں۔ کہ آپکا پرچہ پہونچا اور ابھی میں پڑھنے نہ پایا تھا۔ کہ ایک صاحب مکن سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اس کو دیکھا اور اس قدر پسند کیا کہ فوراً لے کر چلدئے۔ اور خود حضرت صاحب نے جن کی اس بات کا ماننا احمدی جماعت پر فرض ہے اس رسالہ کو بہت پسند کیا۔ تو پھر باوجود اس بات کے کیوں احمدی جماعت اس رسالہ کے خریدنے میں اس قدر سستی دکھلا رہی ہے۔ کیا کوئی احمدی ہے۔ جس کو اپنے امام کے کلمات اور خطوط پڑھنے کا شوق نہ ہو۔ اگر کوئی ایسا ہے۔ تو اس کے لئے بہت خطرہ کا مقام ہے۔ اور اس کو چاہیئے۔ کہ جلد اپنے اندر اصلاح کرے۔ اے میرے دوستو! اس وقت اسلام کی جو حالت ہے۔ وہ چھپی ہوئی نہیں۔ اندرونی اور بیرونی حملوں سے وہ بالکل مردہ ہو رہا ہے۔ اور ایک احمدی فرقہ ہی ہے۔ جس پر ساری دنیا کی نظر ہے۔ اور خود خدا تعالیٰ نے بھی اپنے منشا کے پورا کرنے کے لئے اسی کو چنا ہے تو کیسے افسوس کی بات ہوگی کہ اگر باوجود امام کے موجود ہونے کے تم لوگ اس قدر سستی دکھلاؤ۔ میں مانتا ہوں کہ تم لوگوں نے تمام دنیا سے بڑھکر کوشش کی ہے۔ کہ اسلام پھر ترقی پکڑے۔ مگر وہ نمونہ جو صحابہ نے دکھایا تھا۔ ابھی تم نے دکھانا ہے۔ وہ لوگ وہ تھے۔ جنہوں نے خود فاقہ کئے۔ مگر اسلام کی مدد کے لئے اپنے مال خرچ کئے اور ان کی کوئی چیز نہ تھی جو اسلام کی مدد کے لئے وقف نہ ہو۔ پس حیف ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ تم میں نبی کریم کا جانشین موجود ہے۔ جو ان سے کر نام پر دین کی نذر کر رہا ہے تم لوگ صحابہ کا نمونہ دکھلانے میں قاصر ہو۔ تم میں سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو ہر طرح سے کوشش اور سعی کرتے ہیں اور دن رات ان کو فکر لگا رہتا ہے۔ کہ کسی طرح دین کی ترقی ہو۔ مگر بہت تھوڑے ہیں۔ جنہوں نے صحابہ کا نمونہ دکھایا ہو۔ پس ہمت کرو اور دلیری سے کام لو۔ تا خدا تمہارا مددگار ہو۔ تمام دنیا کے ضرر رسان اخبارات اور رسالہ جات کے مقابلہ میں تمہاری طرف سے صرف ریویو۔ تشحیذ الاذہان۔ بدر اور الحکم شائع ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ اشاعت حق کا فرض جو تمہاری گردنوں پر ہے۔ ان رسالوں اور اخباروں سے ادا ہو سکتا ہے اور جبکہ ان کی بھی اشاعت کثرت سے نہیں تو وہ کیونکر مخالفین کے اعتراضات کا بد اثر دنیا پر سے دور کر سکتے ہیں۔ دوستو وقت ہے۔ اٹھو اور دین کے پھیلانے میں مدد کرو۔ سب سے کم مدد جو تم نے کی ہے وہ رسالہ تشحیذ الاذہان کے پھیلانے میں کی ہے۔ اور یہ محض خدا کا فضل ہے۔ کہ وہ اب تک جاری ہے۔ ورنہ اس تمہاری روش سے تو خطرہ تھا کہ وہ کبھی کا بند ہو جاتا۔ خدا کے لئے اب بھی سوچو اور سمجھو ایسا نہ ہو۔ کہ وہ کلمات اور خطوط حضرت صاحب کے جو آپ لوگوں تک اس رسالہ کی معرفت پہنچتے ہیں۔ بند ہو جاویں اور وہ لوگ جو ہماری تکلیفوں پر خوش ہوتے ہیں نہ کہیں بجائیں۔ کہ ایک رسالہ تو کم ہوا۔ مگر ہمیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ کبھی ایسا نہ ہونے دیگا یہ وقت ہے۔ کہ تم مدد کرو۔ خود خریدار نہ ہو اوروں کو تحریک کرو۔ اور اعانت دو۔ تاکہ خدا تم سے خوش ہو۔ یاد رکھو کہ اس رسالہ کے اجرا میں کسی مالی فائدہ کا خیال نہیں رکھا گیا۔ بلکہ خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے ارادہ ہے۔ کہ جو کچھ نفع ہو۔ وہ دین کی اشاعت پر لگایا جاوے۔ تاکہ احمدی جماعت خدا کے روبرو محض اسی کے فضل سے سرخرو ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

تم میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ لڑکوں کا کھیل ہے۔ مگر ایسے لوگوں کی باتوں پر نہ جاؤ۔ دوست تو دوست دشمن بھی قائل ہیں کہ یہ رسالہ کچھ کام کر رہا ہے اور یہ ہم فخر کے لئے نہیں کہتے۔ بلکہ دان شکر نعم لازید نکم کے حکم پر عمل کرکے خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور خود حضرت صاحب بھی تو اس کو پسند کرتے ہیں۔ افسوس ایسی بات کہنے والے لوگ یہ نہیں سوچتے کہ جب ہم خود نہیں کر سکتے۔ تو اوروں کو کیوں روکیں۔ اے قوم کے دردمند دلو! ہماری آواز سنو۔ اے وہ لوگو! جنہوں نے خدا کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کر لیا ہے۔ ہماری طرف نظر کرو۔ تم ایک دفعہ رسالہ منگا کر دیکھو۔ کہ کیا یہ مفید نہیں۔ اور جبکہ یہ رسالہ نوجوانوں کی طرف سے ہے۔ تو کس قدر افسوس ہے۔ کہ دوسرے نوجوان اپنے بھائیوں کا ہاتھ نہ بٹائیں۔ اور بزرگ جو والدین کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری اولاد آئندہ ترقی کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ خاموش رہیں۔ اور اس کی مدد نہ کریں کیا تم ایسا کرنا پسند کرتے ہو۔ نہیں ایک غیرتمند انسان کبھی ایسا نہیں کرتا۔ اس رسالہ کی قیمت ۱؎ روپیہ سالانہ ہے۔ حجم ۴۰ صفحہ۔ علاوہ ٹائیٹل پیج۔ درخواستیں بہت جلد بنام مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان آنی چاہئیں۔ والسلام

عبد الرحیم جنرل سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان قادیان

مکرم بندہ جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ بہت جلد اخبار میں یہ اعلان کر دیں کہ مسجد کا کام شروع ہو چکا ہے بلکہ عنقریب پہلی منزل پر چھت پڑ جائیگی۔ جن صاحبوں کا ارادہ چندہ بھیجنے کا ہے یا جو وعدہ کر چکے ہیں وہ بہت جلد روپیہ ارسال کریں جمع شدہ چندہ قریباً سارا خرچ ہو چکا ہے

خاکسار

محمد علی۔ از قادیان

آداب الرسول

جیسا کہ گذشتہ ہفتہ میں وحی الٰہی کے متعلق احباب کو اطلاع دی گئی تھی کہ یہ ایام فترت ہیں۔ ایسا ہی اس ہفتہ میں بھی کوئی تازہ الہام حضرت اقدس نے نہیں سنایا۔ آج منگل کے روز جب کہ میں نے حضرت اقدس کی تازہ وحی کے دریافت کرنے کے واسطے عرضی بھیجی تو حضور نے جو جواب ارسال فرمایا وہ میں احباب کے فائدہ کی خاطر درج ذیل کرتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الہام کوئی نہیں۔ چند روز سے بحکمت و مصلحت الٰہی بند ہے۔ گو چونکہ میری طبیعت اکثر علیل رہتی ہے اور بعض احباب الحاح کرتے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے خط کا جواب لکھیں ان کو اپنی طرف سے لکھدیں کہ چونکہ ان کی طبیعت بیمار رہتی ہے۔ اسواسطے احباب اسبات سے معاف فرمادیں۔ کریں اپنے ہاتھ سے خط لکھوں۔ جب صحت ہو جاوے گی تب مضایقہ نہ ہوگا۔

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۱۸۔ جون ۱۹۰۶ء

اس خط کے چھاپنے سے میرا منشاء یہ ہے۔ کہ میں احباب کو آداب الرسول کے ایک ضروری اور اہم پہلو کی طرف توجہ دلاؤں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو احباب حضرت کی خدمت میں ایسی درخواست کرتے ہیں کہ حضرت اقدس اپنے دست مبارک سے انکو خط لکھیں یا قادیان میں نمازوں کے وقت کے علاوہ خاص طور پر آپ سے ملاقات کریں۔ یا ان کو ملاقات کے واسطے اندر بلالیں۔ ایسے دوست اپنے عشق اور محبت کے جذبہ اور جوش کے سبب کسی حد تک معذور ہیں۔ ان کا منشاء ایسی درخواست میں یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ حضرت اقدس کو کسی قسم کی ذرا بھی تکلیف ہو۔ اور اگر ان کو یہ معلوم ہو کہ ہماری ایسی درخواست کی تعمیل میں حضرت کے واسطے تکلیف ہے تو میں یقین نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی ایسی درخواست کرے حضرت میرزا صاحب خدا کے پاک رسولوں کے صفات اپنے اندر رکھنے کے سبب اس بات سے بھی بیار رکھتے ہیں۔ کہ کسی کی درخواست کو قبول کرنے سے انکار کریں۔ اسواسطے عموماً میں دیکھتا ہوں کہ اپنے پر تکلیف برداشت کر کے حضور بعض خطوط کا جواب لکھ دیتے ہیں یا بعض کے بلانے پر بیوقت باہر تشریف لے آتے ہیں۔

میرا مطلب اسوقت نہ حضرت کی تکلیف کے اظہار سے ہے اور نہ احباب کے عشق و محبت پر نکتہ چینی سے غرض ہے۔ بلکہ میرا مطلب اسوقت یہ ہے کہ خدا کے رسول کے اس ادب کی طرف میں احباب کو توجہ دلاؤں جس کی پابندی کا حکم ہم کو قرآن شریف اور احادیث سے ملتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم وقت بیوقت رسول کو اپنی ملاقات (یا المکتوب نصف الملاقات) کے واسطے آوازیں یا تحریریں بھیجیں۔ بلکہ صبر کے ساتھ اس امر کا انتظار کریں۔ کہ رسول خود اپنی فراغت کے وقت میں ہم کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائے۔ یا اپنی دستی تحریر سے ہم کو سرفراز کرے ادب کا طریقہ یہی ہے اور خدا تعالیٰ نے خود یہ طریقہ اپنے رسول کے واسطے مقرر کیا ہے اور اسکی پابندی سب کے واسطے لازم ہے۔

جو عاشقان زار حضور مسیح موعود کی تحریر کو اپنی آنکھوں پر رکھنے کے خواہشمند ہیں۔ ان کو ضرور یہ بھی سوچ لینا چاہیئے کہ چار لاکھ کی جماعت میں سے اگر دس ہزار پیچھے صرف ایک آدمی بھی ایسی خواہش کرے تو چالیس درخواستیں اس قسم کی روزانہ پیش ہو سکتی ہیں اس سے میرا یہ منشاء نہیں۔ کہ نہ حضرت کسی کے ساتھ ملاقات کر سکتے ہیں۔ اور نہ کسی کو خط لکھ سکتے ہیں کیونکہ صبر سے انتظار کرنے والوں کو عموماً دونوں باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ احباب کے واسطے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسا سوال کریں ہم لوگوں کی سعادت اس میں ہے کہ ہم محبت۔ وفا اور خدمت دین میں ترقی کریں اگر حضرت اقدس دن میں بیس بار ہم کو اپنے پاس بلائیں یا ہمکو خط لکھیں تو یہ ہماری نیکی نہیں بلکہ رسول کا ایک فعل ہے ہمیں اپنے کام کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے اسطرف کا کام خود بخود ہوتا چلا جائیگا۔

اس جگہ اسبات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ تمام ڈاک روزانہ چٹھی رسان براہ راست حضرت اقدس کے پاس لے جاتا ہے حضرت خود تمام خطوط کو کھولتے ہیں اور پڑھتے ہیں بعض کے جواب حضرت بشرط صحت اور بشرط ضرورت خود لکھتے ہیں۔ اور باقی ڈاک جواب لکھنے کے واسطے ایک خادم کے سپرد ہوتی ہے ان خطوں میں سے بعض پر حضور اپنے ہاتھ سے کچھ نوٹ کر دیتے ہیں جس سے جواب کی طرف راہ نمائی ملجاتی ہے اور بعض خطوط خادم دوبارہ پیش کر کے دریافت کر لیتا ہے کہ اسکو کیا جواب لکھا جائے جن خطوط میں صرف دعا کے واسطے درخواست ہوتی ہے حضرت ان کے واسطے ضرور دعا کرتے ہیں ایسے صاحبان کے خطوط اگر روزانہ آویں تو تیسرے چوتھے روز ان کو اطلاع کر دیجاتی ہے کہ آپ کا خط دعا کے واسطے ہر روز حضرت کی خدمت میں پہنچتا ہے اور جو خطوط دعا کے واسطے گاہے گاہے آتے ہیں ان میں سے ہر ایک کا جواب ساتھ ساتھ دیا جاتا ہے غرض اس طرح سے ڈاک کے متعلق انتظام ہے اور جو لوگ ڈاک میں دعا کیواسطے خط لکھتے ہیں انکے لئے دعا ضرور کی جاتی ہے۔ یہ بات مجھے اسطرح سے معلوم ہے کہ حضرت مولوی عبد الکریم مرحوم کی زندگی میں ایکدفعہ جب کہ حضرت مقدمہ پر گورداسپور تشریف لے گئے اور حضرت مولوی صاحب مرحوم چند روز کیواسطے سیالکوٹ گئے اور یہ عاجز حضرت کی جوتیوں میں حاضر تھا۔ تو اسوقت چند روز کیواسطے حضور علیہ السلام نے خطوط کے جواب لکھنے کا کام عاجز کے سپرد کیا تھا۔ اسوقت اسبات کو دیکھکر کہ اکثر خطوط طالبان دعا کے ہی ہوتے ہیں میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہر روز ڈاک میں سے طالبان دعا کی ایک فہرست طیار کرتا جسمیں نام و پتہ اور مطلب دعا لکھا جاتا اور وہ روزانہ حضرت کی خدمت میں بھیج دیتا چند روز کے بعد میں نے حضور سے دریافت کیا کہ جو لوگ صرف دعا کے واسطے خط لکھتے ہیں انکو کیا جواب دیا جائے فرمایا ایسے لوگوں کے واسطے پہلے تو میں صرف ایکدفعہ دعا کیا کرتا تھا۔ جبکہ مجھے خط ملتا تھا۔ اب جبکہ آپ فہرست بنا کر بھیجتے ہیں میں انکے لئے دو دفعہ دعا کرتا ہوں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض احباب ایسے خوش قسمت بھی ہیں جنہوں نے کبھی حضرت کو یہ نہیں لکھا کہ حضرت خود انکو جواب لکھیں مگر عموماً ہمیشہ حضرت خود ہی انکو جواب لکھتے ہیں۔ جیسا کہ میاں عبد اللہ سنوری یا سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراس والے ہیں الغرض یہ نعمتیں مانگنے پر منحصر نہیں ہیں جسکی قسمت ہوتی ہے اسکو خود بخود پہنچتی رہتی ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۃ النکاح

ناظرین "بدر" کو پہلے یاد ہوگا کہ مولوی حبیب اللہ صاحب مدرس چھیٹی گاڑھ نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے قادیان میں قیام رکھنے والے بھائی کو پسند کیا تھا اور صرف تقویٰ کی شرط رکھی تھی۔ کہنے اور دیکھنے کو تو یہ صرف معمولی بات تھی مگر دراصل اس دل و دماغ کے آدمی بھی کوئی خواص ہی میں سے ہوتے ہیں سو آپ کی نیت کے مطابق مجھے مولوی غلام نبی صاحب ایسا سلیم المزاج۔ عالم۔ سیاح مصر۔ مل گیا۔ جن کی نسبت علامہ نورالدین کے الفاظ ہیں۔ کہ یہ مجھے نہایت عزیز ہیں اور میں انہیں اپنا بیٹا سمجھتا ہوں۔ اور پھر یہ کہ مجھ پر اس کے ایسے ایسے احسان ہیں کہ میں ان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ خط و کتابت ایک دو ماہ سے ہو رہی تھی آخر مولوی غلام نبی صاحب ان سمر کمیش کی تعطیلات میں گئے تو مولوی صاحب لیے تمام اہل و عیال ہمیت یہیں آ گئے تا کہ مدینۃ المسیح ہی میں نکاح منعقد ہو۔ میری آقا نے بھی اسمیں شمولیت کا ارادہ ظاہر فرمایا مگر حضور کی طبیعت علیل ہو گئی اسلئے مسجد مبارک میں مورخہ ۱۷ جون کو ۵½ بجے محسن و مکرم علامہ نورالدین نے خطبہ پڑھا مولوی حبیب احمد اپنی عزیزہ کو دارالامان میں رکھنے کے لئے اسقدر خواہاں ہیں کہ آپ نے کہہ دیا اسکا مہر یہی ہے کہ مولوی غلام نبی دارالامان کی رہائش کو نہ چھوڑیں اور لڑکی کو دین کی تعلیم دیں اگر ایسا نہ کریں تو ہزار روپیہ مہر ہے یہ ہزار روپیہ صرف آپکے بڑھے ہوئے شوق رہائش مدینۃ النبی کا اظہار تھا۔ اسپر علامہ موصوف نے خطبہ شروع کیا آپ نے خطبہ مسنونہ پڑھا یہ وہی خطبہ ہے جسے ہمارے دیہاتی مُلّا بالکل بھول چکے ہیں اور وہ کچھ اور ہی وضعی عبارات عربی میں پڑھ دیتے ہیں افسوس یہ ان لوگوں کی رسول سے محبت کا حال ہے کہ وہ اسکے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتے یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں۔ کہ دین سے نکل گئے اور یہ ان کے امام نبوت کے مدعی ہیں مگر خود ان کے اپنے کام سنت رسول کے بالکل مخالف ہیں اور ان کاموں کو کوئی بھی نہیں جو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے بلکہ خود گھڑی باتیں وضع کر لی ہیں جس سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ان ملانوں میں سے ہر ایک نبوت کا مدعی ہے ان لوگوں میں جو نکاح ہوتے ہیں اول سے آخر تک دیکھو کوئی بات بھی اسلامی ہے؟ بلکہ تم اس دن کو لیکر جب کہ ناطہ ہوتا ہے اس روز تک جب کہ ڈولی گھر آتی ہے۔ تمام رسوم پر غور کرو ایک بات بھی دین رسول اللہ صلعم کے مطابق ہے؟ کیا صحابہ کرام میں اسی طرح شادیاں ہوا کرتی تھیں اسی طرح پہلے کنجر بلائے جاتے اور اسی طرح نکاح سے پہلے دڑ (عام دعوت) دیجاتی اور اسی طرح لڑکوں کو گانا بندھوایا جاتا اور کیسریاں بھنوائی جاتی۔ اور اسی طرح کوٹھوں پر چڑھ کر فحش گیت گائے جاتے۔ مسلمانو! شرم! شرم!! شرم!!! کیا انہی کاموں پر تمہیں مومن ہونیکا دعوےٰ ہے۔ اور اسی برتے پر ہمیں خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے۔ دیکھو ہماری شادیاں کس طرح ہوتی ہیں مسجد میں چند احباب جمع ہو گئے ہیں خطیب اٹھکر خطبہ شروع کرتا ہے اس میں نکاح کا اعلان ہے کوئی جناتی بولی۔ میں الفاظ نہیں بولے اور نہ وہ سوانگ بھرا گیا ہے کہ وکیل سے پوچھا جائے۔ از کجا آمدی۔ وہ کہے از شہر وکالت آمدم اور پھر ملاں صاحب منہ کے ساتھ کان لگا کر اسکے کلمے سنیں گویا پہلے کافر تھا اور پھر نہایت دھیمی آواز سے کچھ الفاظ جو صدیوں سے سینہ بسینہ یاد چلے آتے ہیں اور جسے ان پڑھ دولہا خاک بھی نہیں سمجھتا کہیں کہ فلاں بیٹی فلاں کی جو سوا اس نام کے اور نام نہیں رکھتی واسطے حلالیت و زوجیت کے ۵۰۰ ٹکہ سیاہ و دینار سرخ سلطانی مہر پر (کمبختوں کو یہی خیال نہیں کہ سلطنت بدل چکی ہے) بو لنصف معجل و نصف غیر معجل ہے نکاح کر دیا۔ استغفر اللہ نکاح کیا ہوا ایک مصیبت ہو گئی یہ سب کچھ کیوں کہ اگر یہ طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو پھر پیسہ کون دے۔ مگر یہاں ہماری جماعت میں تو ان باتوں کا خیال تک نہیں میں ذوق سخن میں کہیں اور ہی چلا گیا مگر سچ کہتا ہوں کہ درد دل سے مضمون بڑھ گیا ہے۔ آمدم بر سر مطلب خطبہ میں صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اس مسنونہ خطبہ میں عجائبات و اغراض و منافع نکاح کا بیان ہے الحمد للہ کہکر عمر بھر ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم کرنے کا دل سے اقرار ہے پھر چونکہ انسان میں ضعف ہے اور ذمہ واری اسکی بھاری چنانچہ یہی نکاح کا معاملہ ہے کوئی ہزار کوشش کرے پھر بھی کئی مشکلات پیش آ جاتی ہیں اپنی طرف سے لڑکا یا لڑکی اچھی تلاش کر کے پیوند کیا جاتا ہے مگر نتیجہ خلاف امید نکلتا ہے اسلئے اس مشکل کے حل کے لئے خدا سے مدد مانگی جاتی ہے کہ اسی کی توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے مہر میں کئی شرائط کی تو جا سکتی ہیں مگر ان کا پورا کرنا بھی خدا کے فضل سے ممکن ہے مثلاً یہی ہمارے مولوی صاحب کی شرط ہی دیکھو بمنظر حالات ظاہری کہا جا سکتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا اسی قبیل سے ہے جسکے لئے خاص ذمہ واری نہیں ہو سکتی۔ دیکھو نوح علیہ السلام کو جب کہا گیا کہ جسکا علم نہ ہو اسکی نسبت سوال مت کر تو آپ نے عرض کیا۔ رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم یہ نہیں کہا کہ میں نہیں کرونگا پھر میں یہ کہتا ہوں کہ وعدہ خلافی کا نتیجہ بطور عقوبت منافق ہونا ہے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔ فاعقبہم نفاقاً فی قلوبہم الی۔۔ پس ہم ایسی شرطوں سے ڈرتے ہیں پھر چونکہ ارادوں میں ناکامیاں اپنی ہی کمزوریوں اور بدعملیوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اسلئے اس خطبہ میں ہے کہ نستغفرہ اور پھر اقرار ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا چونکہ تدبیر سے کام لیکر پھر اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اسلئے نؤمن بہ و نتوکل علیہ۔ فرمایا آپ نے ایجاب و قبول نہیں کرایا صرف اعلان کر دیا اور پانچ سو روپیہ مہر مقرر کیا۔ مولوی حبیب احمد صاحب نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی معاف کیا۔ دینی تعلیم مہر مقرر کرتا ہوں۔ جسپر جزاک اللہ کی آوازیں اٹھیں اصل میں اصلی رنگ میں ایسا کر دکھانا بھی مشکل ہے تو ہی خدا مولوی صاحب کو جزائے خیر دے اور انہیں ہم باہمی بنائے آپنے خوشی سے حضرت علیہ السلام کی نظم سے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

پڑھی جس سے ایک درد و خلوص ٹپکتا تھا آپ ہر بند سے پہلے اپنی کچھ حالات بنا دیتے جس کہ وہ نظم انہی پر صادق آتی اللہ اس نکاح کو مبارک کرے۔ نیاز مند اکمل کو خاص خوشی ہے اسلئے کہ اس عاجز نے ہی یہ تحریک کی اور خدا کے فضل سے یہ کوششیں انجام کو پہنچیں:۔

مجھ بھوتہ اللہ سے اکمل آف گولیکی۔ ضلع گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز جائز نہیں اور مخالفین کو سورۃ فاتحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرحمت نہیں ہوئی۔ لہٰذا ان کی امامت بھی جائز نہیں۔ دیکھو اس تفسیر آمین کو۔

لفظ آمین اسم ہے مگر بمعنے فعل کے ہے یعنی استجب قبول کر تو۔ یا ایسا ہی کر تو۔ بعد سورہ فاتحہ کے آمین کا کہنا سنت موکدہ ہے کشاف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بعد فراغت کرنے سورہ فاتحہ کے حضرت جبرئیل نے آمین کہنا مجھکو تلقین کیا ہے اور فرمایا کہ آمین کہنا بمنزلہ مہر لگانیکے ہے کتاب پر۔ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے عن ابی ھریرہ۔ قال قال رسول اللہ صلعم۔ اذا اَمَّنَ الاِمَامُ فاَمِّنُوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملٰئکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ متفق علیہ۔ یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس شخص کی آمین ملائکہ حفظہ کی آمین کے ساتھ مطابق ہو جاویگی تو اس شخص کے پہلے گناہ معاف کر دئے جاوینگے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ملائکہ حفظہ ہیں وہ بھی آمین کہنے والے کیساتھ آمین کہتے ہیں اور جب دونوں کی آمینیں ایک ساتھ موافق ہو جاویں۔ تو قبلی کے پہلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں اور چونکہ سورہ فاتحہ میں ایک بڑی عظیم الشان دعا ہے۔ جو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہے اس لئے آمین کا کہنا بعد اس دعا عظیم الشان کے سنت ہوا جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے واضح ہو کہ ہم نے تفسیر احسن البیان میں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے کہ سورہ فاتحہ پہلے کسی نبی کو انبیا میں سے عطا نہیں ہوئی تھی حتیٰ کہ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی سنہ ۹۶ء تک سورہ فاتحہ کے نزول کے منتظر رہے ہیں دیکھو فصل عاشر مکاشفہ یوحنا نسخہ عربیہ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۸ء اور باب ۴ اعمال حواریین مطبوعہ سنہ ۱۸۵۸ء کو اور ترجمہ اردو باب ۴ مکاشفات مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء کو اور اس اردو ترجمہ مذکور کے حاشیہ سے ثابت ہے کہ یہ مکاشفہ سنہ ۹۶ء کا ہے پس ثابت ہوا کہ سورہ فاتحہ کا نزول سنہ ۹۶ء تک نہیں ہوا تھا کہ زمانہ فترۃ کا ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کے زمانہ بعثت تک کوئی نبی نہیں آیا حتیٰ کہ یہ سورۃ فاتحہ آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی دیکھو تفصیل اسکی تفسیر احسن القرآن میں اور نیز واقعات زمانہ نبوت خاتم النبیین کے جو اس سورہ کی آیات ہفتگانہ میں مندرج ہیں ان کا وقوع بہ ترتیب بڑا ثبوت بین ہے اس امر کا کہ یہ سورت منجانب اللہ آنحضرت پر نازل ہوئی ہے۔ اب ہم نظر ثانی کرتے ہیں اپنی اس زمانہ صدی چہاردہم کو جو زمانہ بعثت مسیح موعود کا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۹ اور ۵۲۰ اور ۵۲۱ وغیرہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ سورہ فاتحہ معہ اپنی تاثیرات اور خواص کے مجھکو عطا ہوئی ہے اور یہاں پر بھی واقعات زمانہ مسیح موعود کے اس دعوے کی تصدیق بڑے زور شور سے کر رہی ہیں اور لطف اسپر یہ ہے کہ بسم اللہ سے لیکر غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک جسقدر مضامین اس سورہ فاتحہ کے آیات ہفتگانہ میں بترتیب مندرج ہیں اسی ترتیب کے ساتھ وہ مضامین ابتداء بعثت مسیح موعود سے اب تک واقع ہوئی ہیں دیکھو تفسیر احسن البیان کو پھر دیکھو ہزاروں الہامات مندرجہ براہین کو جو بخوبی بہترین وجہ اور کامل طور پر پورے ہوئے جو صراط الذین انعمت علیہم کا مضمون ہے اور آخری آیت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا مضمون اس آخری زمانہ بعثت مسیح میں بعد اتمام حجت کے کس زور و شور سے واقع ہوا لاکھوں آدمیوں کی ہلاکت طاعون سے واقع ہوئی اور کسی جگہ پر زلازل شدیدہ سے اور کہیں پر خسف ارض سے اور کسی مقام پر طوفان گرد باد سے اور کہیں زمینی یا آسمانی آگ سے عذاب اور غضب الٰہی واقع ہو رہا ہے یہ کیوں اسلئے کہ خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے جب آتی ہے تو بہر عالم کو ایک عالم دکھاتی ہے کہیں بھونچال ہو کر دشمنوں کے گھر کو ڈھاتی ہے کبھی ہو کر وبا بصورت طاعون آتی ہے ہرگز رُک سکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے پس ان واقعات نے ثابت کر دیا کہ دعویٰ حضرت مسیح موعود کا بہ نسبت عطا ہونے سورہ فاتحہ کے فرد باعدہ رنگ ثابت شدہ صداقت ہے جو شخص حقیقۃ الوحی مطالعہ کریگا اسپر واضح ہو جاویگا کہ حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں جو کوئی مخالف خواہ اندرونی ہو یا بیرونی ہو آیا وہ مغضوب علیہم میں داخل ہو کر طاعون سے ہلاک ہو گیا جو مفہوم غضب کا ہے۔ یا ضالین میں شامل ہو کر بتدریج ضائع ہوا جو مفہوم ضالین کا ہے اور مسیح موعود اصالۃً اہل بیت اور متعلقین انکے منعم علیہم میں داخل ہیں پس ثابت ہوا کہ مسیح موعود اور انکے خاص احباب کی آمین مقبول جناب باری ہو گئی ہے اور مخالفین کی آمین جو پانچوں وقت نمازوں میں بعد سورہ فاتحہ کے پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول نہیں ہوئی جیسا کہ آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کی آمین بھی مقبول جناب باری نہیں ہوئی تھی کیونکہ اہل کتاب کے یہاں بھی اس کلمہ آمین کا استعمال بہت کثرت سے وارد ہوا ہے اور حضرت موسیٰ کیوقت سے حواریین کے زمانہ تک انبیاء سابقین نے بھی اس کلمہ آمین کو بوقت دعا یا بددعا کے استعمال کیا ہے چنانچہ کتاب استثنا باب ۲۷ ورس ۱۵ میں ہے اس شخص پر جو اپنے ہاتھوں کی کاریگری سے کھود کے یا ڈھال کے بت بناوے جس سے خداوند کو نفرت ہے اور اسے پوشیدہ مکان میں رکھے لعنت ہے تب ساری جماعت جواب میں کہے آمین۔

(۱۶) جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ما کو حقیر جانے اسپر لعنت اور سب جماعت کہے آمین غرضیکہ اسباب ۲۷- استثنا کے آخر ورس ۲۶ تک آمین کا کلمہ متعدد جگہ پر موجود ہے اور دیگر صحائف بائیبل میں بھی اس کلمہ آمین کا استعمال بکثرت ہوا ہے حتیٰ کہ عہد جدید کو چند اپنو پیغمبر ختم کیا گیا ہے الحاصل اہل کتاب یہود اور نصاریٰ بھی اپنی دعاؤں اور بددعاؤں میں آمین کہتے تھے اور آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کرام بھی بعد ختم سورہ فاتحہ کے آمین کہتے تھے جسکے معنے ہیں کہ یا اللہ یہ دعا قبول فرما یا ایسا ہی کر اب دیکھو کہ آنحضرت صلعم کی آمین بمقابلہ اہل کتاب کے مقبول ہوئی اور اہل کتاب آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں مغضوب علیہم اور ضالین میں ہی داخل ہیں پس اس استجابت دعا سے ثابت ہوا کہ ہر دو فریق میں سے وہی فریق سچا اور حق منجانب اللہ ہے جسکی آمین جناب باری میں مستجاب ہوئی لاغیر اور یہ ایک بڑی دلیل ہے حقیقت کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کی علیٰ ہذا القیاس مسیح موعود کے مخالفین باوجودیکہ سورہ فاتحہ پڑھکر وہ بھی آمین کہتے ہیں مغضوب علیہم اور ضالین میں داخل ہو کر ہلاک اور تباہ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں لہٰذا بعض سورہ فاتحہ کے آمین کا کہنا ایک قسم کا مباہلہ ہو گیا کیونکہ مسیح موعود اور اسکے خاص احباب جو بعد سورہ فاتحہ کے نماز پنجگانہ میں آمین پڑھتے ہیں جو قبول ہوتی ہے اور مخالفین کی آمین قبول نہیں ہوتی اور اس تفسیر کی موید وہ حدیث بھی ہے جو باتفاق مفسرین تمام تفاسیر میں موجود ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصاریٰ تفسیر فتح البیان میں بھی لکھا ہے کہ اس حدیث مذکور پر اتفاق ہے تمام مفسرین کا اور کسی مفسر کا اختلاف اس بارہ میں نہیں

حقوق انسانی

(وہ مضمون جو شملہ مین ایک عام جلسہ مین احمدی کیطرف سے پڑہا گیا)

الحمد للہ رب العالمین - الرحمن الرحیم - مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و علی الہ و اصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والذین امنوا و عملوا الصالحات سندخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا - لہم فیہا ازواج مطہرۃ و ندخلہم ظلا ظلیلا - ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اہلہا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل - ان اللہ نعما یعظکم بہ - ان اللہ کان سمیعا بصیرا - یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ج فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تاویلا - النساع ۸

اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہین - اور جنہون نے نیک عمل کئے ہم ان کو جلدی ایسے باغون مین داخل کرین گے - جن کے نیچے نہرین بہ رہی ہین اور وہ ہمیشہ ان مین رہین گے ان کے لئے ان مین ازواج مطہرہ ہین اور ہم ان کو عمدہ سایہ مین رکہین گے تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے - کہ امانتین ان کے اہل کی طرف لوٹا دو - اور جب تم لوگون کے درمیان فیصلہ کی بات کرو - تو انصاف سے کرو تحقیق اللہ تم کو خوب نصیحت کرتا ہے - تحقیق اللہ سمیع اور بصیر ہے - اے لوگو جو ایمان لے آئے ہو - اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی اور اس کی جو تم مین حاکم ہو - فرمانبرداری کرو - پھر اگر تمہین کسی بات مین جھگڑا ہو - تو احکام الٰہی اور احادیث اور سنت کے رُو سے فیصلہ کر لو - اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو - یہ بہتر بات ہے - اور احسن تاویل ہے -

حاضرین مجلس! یہ آیات جو مین نے تلاوت کی ہین ان سے میرا یہ مطلب نہین - کہ مین ان کی تفسیر بیان کرون - بلکہ مین ان مین صرف ان کلمات کی طرف توجہ دلاتا ہون - جو مضمون زیر بحث سے تعلق رکھتے ہین - سو سمجھنا چاہیئے - کہ ثواب آخرت ایمان باللہ اور اعمال صالح پر منحصر ہے - ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جن افعال کے کرنے کا اس مین حکم ہے - وہی حقیقی عمل صالح ہین - ان آیات مین تین صریح احکام ہین - جو ہماری مضمون سے وابستہ ہین - اول یہ کہ فیصلہ کی بات مین انصاف کو مدنظر رکھنا چاہیئے - وہ شخص جو دل مین کچھ رکھتا ہے اور کہتا کچھ اور ہے وہ منافق ہے - مگر مومن کی شان سے بعید ہے کہ وہ منافق طبع ہو -

دوم - یہ کہ امانت مین خیانت نہ کرو - امانت سے صرف روپیہ پیسہ ہی مراد نہین - بلکہ کسی شخص پر جو اعتبار کیا جاتا ہے یا اس سے ایک عہد لیا جاتا ہے یا ایک ذمہ داری اس کے سپرد کی جاتی ہے - ایسے سب امور امانت مین داخل ہین اور جو شخص اس اعتبار اور عہد اور ذمہ داری کو توڑتا ہے - وہ خیانت کا مرتکب ہوتا ہے اور قابل سزا ٹھہرتا ہے - مثلاً ہم لوگ جو دفترون مین ملازم ہین ہمارے ذمہ ایک کام سپرد ہے اور ہم پر اعتبار رکھکر ایک عہد لیا جاتا ہے - کہ دفتر کی رازکی باتین کسی پر ظاہر نہین کرنی چاہئین - پس اگر ہم دیانتداری سے کام نہ کرین اور دفتر کی خبرین مشتہر کردین - تو ہم خیانت کرنے والے اور حکم خداوندی کو توڑنے والے ٹھیرین گے -

سوم - یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی متابعت کرو - اور حاکم وقت کیطرف سے جو احکام نافذ ہون ان کی رعایت رکھو - اگر کسی بات مین شک ہو تو کتاب اللہ اور احادیث اور سُنت رسُول کی رُو سے فیصلہ کر لو -

مین اپنے مضمون مین ان احکام کو مدنظر رکہون گا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہون کہ وہ مجھے کامیاب کرے - وما توفیقی الا باللہ

عنوان مشتہرہ کے ماتحت ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ آجکل جو بعض مقامات مین شورش برپا ہو رہی ہے اور کہین کہین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے ہین ان کی وجہ کیا ہے اور وہ لوگ جو عوام الناس مین حکام وقت کے خلاف بدخیالی پھیلاتے ہین - وہ کہان تک راستی پر ہین اور آیا مسلمانون کو ان کے ساتھہ شامل ہونا چاہیئے؟ یا کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے -

اس بدامنی کے پھیلانے والے عموماً تعلیم یافتہ اشخاص ہین اور جہلا ان کی تحریرون اور تقریرون سے مشتعل ہو کر بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہین - ہمین یہ اعلان کرنے کی ضرورت نہین کہ یہ کس فرقہ اور کس قوم کے لوگ ہین - کیونکہ گورنمنٹ پر کوئی امر پوشیدہ نہین - ان کی پبلک تقریرین اور لکچر اور دیسی اور انگریزی اخبارات اور رسالے خوب کھول کھول کر بیان کر رہے ہین - کہ کس قوم کے خواندہ افراد ہمیشہ اس کوشش مین لگے رہتے ہین - کہ عوام الناس مین گورنمنٹ کے خلاف بدخیالی پیدا ہو - مگر اس مین شک نہین کہ مسلمان عموماً ان سے الگ ہین اور جو بعض مسلمان ان کے ہمخیال ہین وہ تعداد مین اس قدر قلیل ہین کہ کالعدم کا حکم رکھتے ہین اور علاوہ اس کے وہ مسلمانون کی طرف سے وکیل قرار نہین دئے جا سکتے - کیونکہ مسلمان ان کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہین اور انہون نے جگہ جگہ کمیٹیان کر کے اس کارروائی سے نفرت ظاہر کی ہے اور گورنمنٹ پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ دلی طور پر خیرخواہ سلطنت ہین - اور متابعت سرکار کو اپنا فرض سمجھتے ہین -

موجودہ شورش کی بنیاد حقوق انسانی کی غلط فہمی پر ہے - اللہ تعالیٰ نے انسان کو یکسان حالت پر پیدا نہین کیا - پس ناممکن ہے کہ سب کے لئے حقوق یکسان ہون - جبکہ ہر فرد بشر کی جسمانی - دماغی - عقلی - تمدنی اور مذہبی حالت جداگانہ ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان کو یکسان حقوق میسر آسکین - خود قدرت نے ان کے جمیع اندرونی اور بیرونی قویٰ مین فرق رکھا ہے - اس لئے انسانی طاقت سے باہر ہے - کہ مساوات حقوق قائم کر سکے - ایک کنبہ مین ایک شخص بزرگ ہوتا ہے اس کی حکومت اہل کنبہ پر حاوی ہوتی ہے اور جو اس کو حقوق حاصل ہین دوسرے اس سے محروم ہوتے ہین - ایسا ہی ایک مجلس مین ایک صدر مقرر کیا جاتا ہے اور ایک سکرٹری - جو ان کو حق انتظام جلسہ کے متعلق ملتا ہے - سامعین کو اس کی رعایت رکھنی پڑتی ہے اسی طرح ضلع مین جو حقوق حکام ضلع کو دئے جاتے ہین - دوسرے لوگ ان کی برابری نہین کر سکتے اور حکام کی متابعت ان پر لازم ہوتی ہے - پس اسی طرح اگر ہم اوپر کی طرف چلین تو عام طور پر حکام اور رعایا کا فرق نظر آتا ہے اور جس طرح افراد کے حقوق مساوی نہین ہو سکتے اسی طرح حاکم اور محکوم قوم کے حقوق مین مساوات ناممکن ہے -

انسان کے حقوق اس کی پوزیشن کے لحاظ سے ہونی چاہئین اور ضرور ہوتے ہین پس جب ہم دیکھتے ہین اور جانتے ہین کہ ہماری پوزیشن محکومیت کی ہے تو پھر سراسر حماقت اور جہالت ہے کہ ہم حاکم قوم سے وہ حقوق طلب کرین جو انکو خود حاصل ہین دنیا کی تاریخ شاہد ہے اور نیز زمانہ جو قومین دوسری قومون پر حکمران ہین ان کی طرز حکومت ہمارے سامنے ہے اور زبان حال سے بتا رہی ہے کہ حاکم اور محکوم مین مساوات نہین ہو سکتی - رہی یہ بات کہ حاکم کو حکومت کا حق کیونکر حاصل ہو گیا - سو واضح ہو - کہ یہ فضل خداوندی ہے - جس قوم کو وہ چاہتا ہے - حاکم کر دیتا ہے اس مین شک نہین کہ حکومت کا حق بلاوجہ نہین ہو سکتا ہندوستان مین ادنے طور پر ریاستون کی دیسی حکومت اور انگریزی علاقہ مین انگریزون کی حکومت ہمارے سامنے ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ باوجودیکہ ریاستون مین انگریزی حکومت کا دخل ہے مگر

تاہم جو اختیارات سرکار نے راجون اور نوابون کو دے رکھے ہین وہ ان کو عموماً اس طرح استعمال کرتے ہین کہ لوگ انگریزی علاقہ کے انتظام کو زیادہ پسند کرتے ہین۔ خود انگریزی علاقہ مین دیکھا جاتا ہے۔ کہ دیسیون کو جو کہین اختیارات مل جاتے ہین وہ انکو ایمانداری سے نہین نبھاتے۔ قومیت کا لحاظ کرکے انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہین اور تعصب کیوجہ سے ظلم کر بیٹھتے ہین۔ ذرہ ذرہ سی بات مین ہندو مسلمان کے سوال کو درمیان مین لے آتے ہین اور حق کی پرواہ نہین کرتے۔ ورنہ انصاف تو یہ ہے۔ کہ فیصلہ کے وقت قومیت کے خیال کو برطرف کر دیا جائے اور حق پر رائے قائم کی جائے۔ مگر افسوس ہے کہ عموماً ایسا نہین کیا جاتا۔ اور جو قوم کے لیڈر ہین اور اخبارات اور رسالے ہین۔ وہ ہمیشہ ایک ہی جانب نظر رکھتے ہین۔ اور پیچیدہ باتون سے حق کو چھپا دیتے ہین اور کوشش یہ کرتے ہین۔ کہ خواہ غلطی پر ہی ہون۔ مگر ان کی قوم کو فایدہ پہنچے اور غیر ذلیل اور خوار رہین۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عموماً حاکم قوم کو ترجیح دی جاتی ہے اور سمجھا جاتا ہے۔ کہ انگریزی حاکم دیسیون کی نسبت بہتر ہین۔ کیونکہ ان کو محکوم اقوام مین سے کسی سے خاص تعلق نہین ہوتا۔ ان کے لئے سب یکسان ہین۔ اور وہ ہمیشہ انصاف سے فیصلہ دیتے ہین۔ بڑے ذمہ واری کے عہدے تو الگ۔ چھوٹے چھوٹے عہدون مین بھی یہی حال ہے۔ یہ کوئی پوشیدہ بات نہین۔ گورنمنٹ کے ہر محکمہ مین میرے ان ریمارکس کی تصدیق ہو سکتی ہے

پس جب یہ حال ہے۔ تو لاجرم تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ حکومت کے لائق وہی قوم ہے۔ جو حکومت کر رہی ہے گو مین نے دنیا جہان کی دوسری حکومتین نہین دیکھین اور مجھے ذاتی تجربہ حاصل نہین۔ کہ وہان غیر اقوام کو کیا حقوق حاصل ہین۔ مگر جہان تک اخبارون اور کتابون کے ذریعہ سے پتہ لگ سکتا ہے اور بعض سیاحون نے اپنے سفرنامون مین وہان کے حالات لکھے ہین ان سے بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو حقوق فیاضانہ انگریزی قوم نے رعایا کو دے رکھے ہین۔ وہ دوسری حکومتون مین رعایا کو نصیب نہین۔ جان و مال اور عزت کی حفاظت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایک بچہ ہاتھ مین سونا اچھالتا چلا جائے کسی کی مجال نہین کہ اس سے ظلم سے چھین لے۔ اور داد رسی نہ ہو۔ اگر اس سے پہلے وقت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے اور انصاف کی رُو سے حق یہ ہے۔ کہ شیر اور بکری کو ایک گھاٹ مین پانی پلا دیا جائے۔ علاوہ اس کے مذہبی آزادی پوری دے رکھی ہے۔ تواریخ عالم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایمان کے مقابلہ مین انسان جان و مال اور عزت کی بھی پرواہ نہین کرتا مگر یہ کیسی بیدار مغز اور فیاض قوم ہے کہ اس نے مذہب کو بالکل الگ رکھدیا ہے۔ انتظام حکومت مین مذہب کو مطلق دخل نہین۔ اور جو حقوق مذہبی عیسائی پادریون کو حاصل ہین۔ وہی دوسری قومون کو دئے گئے ہین اور ہر شخص بڑی آزادی سے مذہبی فرائض ادا کر سکتا ہے اور کوئی مزاحم نہین ہو سکتا۔ جس طرح پادری تقریر اور تحریر سے وعظ کرتے ہین اسی طرح ہندوؤن اور مسلمانون کو تبلیغ کا حق حاصل ہے بشرطیکہ وہ شرافت اور شائستگی کو مدنظر رکھین۔ غرض گورنمنٹ نے ہر طرح سے فیاضانہ حقوق رعایا کو دے رکھے ہین پس کیسی ظلم کی بات ہے کہ خواہ مخواہ گورنمنٹ کے خلاف شورش پیدا کی جائے۔

سلطنت انگریزی نے جو احسان اس ملک پر کیا ہے اگر اس کی تفصیل بیان کی جائے۔ تو ایک کتاب طیار ہو سکتی ہے۔ پس کیا اس احسان کا عوض یہ ہے۔ کہ اس سلطنت کے خلاف بدخیالی اور تعصب اور عناد پھیلایا جائے احسان کا بدلہ احسان ہے۔ مگر وہ لوگ کیسے ظالم طبع۔ احسان فراموش اور ناشکر گزار ہین۔ کہ بجائے شکریہ ادا کرنے کے دشمنی رکھتے ہین۔ انتظام تار۔ ریل اور ڈاک خانہ کیطرف دیکھو کس طرح رعایا کو سرکار نے آرام پہونچایا ہے اور پھر ملک مین ایسے ذرائع معاش کے پیدا کر دئے ہین کہ پیشتر لوگون کے وہم اور گمان مین بھی نہ تھے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ جہالت اور ظلمت کے گڑھے مین پڑے ہوئے تھے۔ مگر گورنمنٹ نے جگہ جگہ سکول اور کالج قائم کر دئے۔ اور تعلیم کی اشاعت کی۔ اور لوگون نے جو فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہے ہین وہ اظہر من الشمس ہے اور پھر یہی نہین کہ تعلیم سے لوگون نے اپنے کاروبار مین فائدہ اٹھایا ہو۔ بلکہ انتظام سلطنت مین بھی ان کو کثیر حصہ ملا ہے۔ مختلف محکمون مین جاکر دیکھو ہزارون لاکھون ہندوستانی سلطنت کا کام سنبھالے ہوئے ہین اس مین شک نہین کہ بڑے بڑے ذمہ واری کے عہدے عموماً حاکم قوم کے ہاتھ مین ہین۔ مگر یہ ان کا حق ہے۔ لیاقت اور قابلیت کے لحاظ سے اور حاکم قوم ہونے کے لحاظ سے مگر اس مین بھی شک نہین کہ جہان کہین ہندوستانی نے قابلیت دکھائی ہے۔ اس کو محروم نہین رکھا گیا اور اس کو مناسب عہدے سے مستفیض کیا گیا ہے۔ عام طور پر مختلف محکمون پر نظر کی جائے۔ تو اہل ہنود ہی بھرے ہوئے نظر آتے ہین۔ اور مسلمان بہت کم ہین۔ اس مین شک نہین۔ کہ تعلیم اور تعداد کے لحاظ سے مسلمانون مین کمی ہے۔ مگر جہان مسلمانون کی تعداد زیادہ ہے۔ مثلاً پنجاب مین اور تعلیم بھی ان کی خاصی ہے۔ وہان بھی یہی دیکھا جاتا ہے۔ کہ آریہ اور ہندو کثرت سے ملازم ہین۔ غرض گورنمنٹ نے بڑی فیاضی سے رعایا کے ساتھ سلوک کیا ہے ہندوستانیون کو ڈپٹی کمشنر بنا دیا ہے۔ کمشنری اور ڈویژنل ججی کے عہدے دئے ہین۔ اور کورٹ مین چیف جسٹس کے عظیم الشان مرتبہ پر پہنچا دیا ہے۔ پھر کیسی بے ایمانی ہے۔ کہ حکام وقت کے ساتھ عناد کے خیال رکھے جاوین۔ پھر علاوہ اس کے ہم دیکھتے ہین کہ سلطنت انگریزی مین سب سے زیادہ فائدہ اہل ہنود نے ہی اٹھایا ہے۔ رفتہ رفتہ اکثر زمینین ان کے ہاتھ مین چلی گئی ہین۔ سرکاری ملازمت مین انہی کا اکثر حصہ پایا جاتا ہے اور ایسا کثیر حصہ کہ مسلمانون کو ان کے ساتھ ایک حقیر سی مناسبت ہے۔ اس لحاظ سے اگر کچھ شکایت ہو سکتی تھی تو مسلمانون کو ہو سکتی تھی۔ مگر مسلمان جانتے ہین۔ کہ اس مین گورنمنٹ کا کچھ قصور نہین۔ یا تو خود ان مین کچھ نقص ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ پیچھے رہے ہوئے ہین یا دفاتر مین جو قدرتی سے اہل ہنود کو اولاً دخل ہو گیا تو انہون نے مسلمانون کی دال نہ گلنے دی۔ مگر مسلمانون کو گورنمنٹ پر پورا اعتبار ہے اور وہ جانتے ہین۔ کہ انتظام مین جو نقص ہے۔ وہ خود ہی وقت پر رفع کرے گی۔ البتہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ ان کا حق ہے۔ کہ وہ اپنی شکایات کو پیش کرین اور یہ وہ وقتاً فوقتاً جیسا رعایا کو رعایا ہونے کی حیثیت مین کرنا چاہیئے کرتے رہتے ہین اور اس کے بعد گورنمنٹ کا اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھے کرے۔

غرض ہم دیکھتے ہین کہ عہد انگریزی مین زیادہ فائدہ اہل ہنود نے جن مین بنگالی اور مدراسی وغیرہ شامل ہین۔ اٹھایا ہے۔ تجارت عموماً ان ہی کے ہاتھ مین ہے۔ بڑے بڑے کارخانون کے یہ مالک ہین اور مال و دولت ان کے حصہ مین ہے۔ پھر ان سب فوائد کے ہوتے ہوئے ظلم اور سخت ظلم ہے۔ کہ گورنمنٹ کے خلاف عوام الناس مین شورش پیدا کی جائے اور انکو بڑھایا جاوے۔ جہان تک مین نے غور کی ہے۔ مجھے کوئی وجہ معقول نظر نہین آتی جس سے ان کی مفسدانہ کارروائی معذور سمجھی جا سکے۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر سبب کیا ہے کہ باوجود اس امن اور آرام کے اور اس قدر فائدہ کثیر حاصل ہونے کے یہ خوش نہین۔ مین نے اختصار کے ساتھ عام طور پر بحث کی ہے اور استثنا کو نظر انداز کر دیا ہے۔ کیونکہ استثنا قاعدہ کلیہ کے حکم مین نہین آ سکتے۔ مگر

جہان تک میرے غور و فکر نے رسائی کی ہے مین اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ ع کر بھلائے تو مارا کرد گستاخ ۔ والا معاملہ ہے۔ گورنمنٹ نے بے شمار احسانات کئے۔ تعلیم اور آزادی دی۔ انتظام حکومت مین حصہ داران کو ٹھیرالیا۔ بڑے بڑے عہدون پر متمکن کردیا تو اب یہ سمجھنے لگے۔ کہ اب انتظام حکومت کل ہم ہمارے ہاتھ مین آجانا چاہیئے۔ مگر ع ۔ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست ۔ گورنمنٹ کو یہ کب گوارا ہوسکتا تھا۔ کہ ملک مین بے چینی اور بدامنی پھیلے اور خلق خدا مصیبت مین پڑے۔ آخر۔ مجبوراً وہ کام کرنا پڑا جو اسے پہلے ہی مرحلہ مین کرنا چاہیئے تھا۔

اس مین شک نہین۔ کہ خیالات مین تغیر تو ایک وقت سے واقع ہورہا ہوگا۔ مگر عملی صورت اس شورش نے تقسیم بنگالہ سے اختیار کی۔ گورنمنٹ نے کسی مصلحت سے مناسب سمجھا۔ کہ صوبہ بنگال کا کچھ حصہ آسام کے ساتھ شامل کردیا جاوے۔ بنگالیون نے شور مچادیا۔ کہ تقسیم نہ ہونے پائے اور جب ہوگئی تو ہاتھ پاون مارے کہ یہ حکم منسوخ کردیا جاوے ۔ مگر مین کہتا ہون۔ کہ جب وہ کل اقوام ہند کو ایک سمجھتے ہین۔ تو پھر اس شورش و غوغا کے کیا معنے ۔

علاوہ اس کے جب حکومت ایک ہی ہے۔ تو اس مین کیا فرق آسکتا ہے۔ کہ خواہ ایک صوبہ رہنے دیا جائے یا اس کے چار حصے کردئے جاوین۔ گورنمنٹ کا اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھے۔ کرے۔ ہمین نکتہ چینی کا کوئی حق حاصل نہین ہم دیکھتے ہین۔ کہ دہلی کو پنجاب کے ساتھ ملایا ہوا ہے اور ابھی ابھی پنجاب کے دو حصے گورنمنٹ نے کردئے ہین۔ یہ گورنمنٹ کی اپنی مصلحت ہے۔ اس تقسیم سے انگریزی انتظام مین کوئی فرق نہین آیا۔ اور نہ حکومت کا انصاف کم و بیش ہوا۔ جو رعایا کو پہلے حقوق حاصل تھے۔ اب بھی وہی ہین۔ اس تقسیم پر کوئی شور و غل نہین ہوا۔ تو پھر تقسیم بنگال پر اس قدر فساد کیون برپا کیا گیا۔ غالباً یہ وجہ ہے۔ کہ بنگالیون کا خیال ہے۔ کہ اس تقسیم سے آسام والے حصہ مین مسلمانون کو کچھ فایدہ پہنچے گا۔ مگر جب مسلمان بھی ہند کی قوم ہے اور ان کی کوشش ہے۔ کہ کل اقوام ہند کو مساوی سمجھا جائے۔ تو پھر اس بات سے کہ مسلمانون کو فایدہ پہونچے۔ ان کو ناراضگی کیون ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ زبان سے تو بہت کچھ کہتے ہین۔ مگر دل مین کچھ اور رکھتے ہین اور حقیقۃ الامر یہ ہے۔ کہ مشرک قوم سے مسلمانون کا ہرگز اتحاد نہین ہوسکتا۔ اور نہ مسلمانون کو شایان ہے۔ کہ وہ ان کے ساتھ اتفاق کرین۔ جو قوم مشرک ہے۔ اور جس کے دل مین اللہ وحدہ لا شریک کی عظمت نہین اس سے بعید نہین۔ کہ منافقت کی راہ اختیار کرے مگر اللہ تعالیٰ منافق کی پردہ دری کردیتا ہے اور مومن کو منافقانہ

کارروائی سے ڈراتا ہے۔

اس تقسیم بنگالہ پر جب کوئی چارہ نہ چلا تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سودیشی تحریک کی گئی۔ مگر گورنمنٹ نے کبھی کسی کو نہین روکا۔ کہ وہ دیسی اشیاء کا استعمال کرتا ہے اور نہ حکماً ترغیب دلائی ہے۔ کہ ضرور ولایت کی چیزین خریدو۔ مگر محض اس وجہ سے کہ گورنمنٹ نے بعض لوگون کی خواہش کے خلاف تقسیم کردی۔ سودیشی تحریک قائم کرنا اس سے بغاوت کی بو آتی ہے اور یہ اہل عقل کے نزدیک ہرگز پسندیدہ نہین ہوسکتی۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ گورنمنٹ نے کسی پیشہ کو روکا ہے اور لوگون کو دیسی اشیاء استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ تو پھر اب تقسیم کیوجہ سے اس بات پر زور دینا کہ ولایتی چیزین نہ برتی جاوین اور وہ محض اس وجہ سے کہ تقسیم بنگالہ ہوگئی ہے اگر لغو اور فضول نہین تو اور کیا ہے۔ مگر مسلمانون کے لئے ضروری اور اشد ضروری ہے۔ کہ جس تحریک سے سرکشی کی بو آتی ہے۔ وہ اس مین ہرگز شریک نہ ہون۔ پس ہم سودیشی تحریک کے بھی ہرگز حامی نہین ہوسکتے۔ یہان تک تو مین نے مختصراً بیان کردیا ہے۔ کہ موجودہ شورش کی بنیاد جہالت اور تعصب پر ہے اور یہ کہ مسلمانون کو اس سے برطرف رہنا چاہیئے۔ اب مین چند کلمات خاص مسلمانون کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہون۔ سو واضح ہو کہ اول تو جیسا مین نے شروع مضمون مین عرض کیا ہے۔ یہ حکم خداوندی ہے۔ کہ اللہ اور رسول کے ساتھ حاکم وقت کی بھی متابعت کی جائے۔ البتہ اگر کسی بات مین شک ہو۔ تو کتاب اللہ اور حکم رسول اور سنت رسول سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ پس اس مین تو شک نہین۔ کہ اللہ کا یہ حکم ہے کہ حاکم وقت کی فرمانبرداری کی جائے۔ اور جو شخص بغاوت اور ناراضگی کے خیال رکھتا ہے اور شورش برپا کرنے پر آمادہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑتا ہے۔ وہ ضرور اس دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی خسارہ اٹھانے والا ہوگا۔ ہمین احکام الٰہی اور احکام رسول کی متابعت فرض مقدم ہے۔ سو ہم دیکھتے ہین اور جانتے ہین۔ کہ گورنمنٹ انگریزی ہمین فرائض مذہبی ادا کرنے مین مانع نہین اور ہمین مذہبی رُو سے بڑی آزادی کے حقوق حاصل ہین پس کوئی وجہ نہین۔ کہ ہم دل و جان سے سرکار کے خیرخواہ اور ممد نہون اور اس کی اطاعت کو حکم خدا کے ماتحت فرض عین نہ سمجھین۔ یہ بدیہی حکم ہے اور اس مین کوئی شک و شبہ نہین۔ مگر شاید کسی کے دل مین شبہ باقی رہ جائے۔ اس لئے مین ایک مثال سے اسے صاف کردیتا ہون۔ وہ یہ کہ مکہ معظمہ مین جب کفار کے ہاتھون

سے مسلمانون کو تکلیفین پہنچین۔ اور اس قدر تکلیفین پہنچین۔ کہ وہ برداشت نہین کرسکتے تھے۔ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو حکم دیا۔ کہ عیسائی سلطنت نجاشی مین ہجرت کر جاوین چنانچہ سوائے چند اصحاب کے سب وہان چلے گئے اور جب خود بھی تنگ آئے اور کفار نے یہان تک کوششین شروع کردین کہ معاذاللہ آپ کو قتل کردیا جائے ۔ تو آپ خود بھی ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین چلے آئے اس مثال سے بلکہ حکم خدا حکم رسول اور سنت رسول سے دو مسئلے حل ہوتے ہین اول یہ کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت مین آپنے کوئی بغاوت فساد اور سرکشی کا پہلو اختیار نہین کیا۔ بلکہ خود اس ظلم اور تعدی کے مقام کو خالی کردیا۔ دوم یہ کہ مسلمانون کو عیسائی گورنمنٹ کے ماتحت پناہ دی۔ جس سے ظاہر ہوگیا کہ مسلمان دوسری گورنمنٹ کے ماتحت رہ سکتے ہین۔ بلکہ تیسری بات یہ بھی حل ہوگئی۔ کہ اگر دین و ایمان کی باتون مین فرق نہ آوے۔ تو مسلمانون کو حاکم کے قوانین اور آئین پر کاربند ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آخر جو اصحاب نجاشی سلطنت مین ہجرت کرکے گئے۔ ان کو ضرور اسی سلطنت کے قوانین اور آئین کی پابندی کرنی پڑی ہوگی۔ اور اگر اللہ اور رسول کو منظور نہ ہوتا۔ کہ مسلمانون کو دوسری حاکم قوم کے قواعد کی متابعت کرنی چاہیئے۔ تو ہرگز وہ وہان نہ بھیجے جاتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کوئی اور صورت ان کے لئے پیدا کردیتا۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ذات ہے۔ اور اس کے لئے کوئی بات انہونی نہین مگر خود رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدینہ منورہ مین ہجرت کرجانا اور متبعین کو عیسائی سلطنت مین بھیجنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مین کل اخلاق کا نمونہ عملی طور پر ظاہر کیا ویسا ہی یہ بھی دکھلا دیا۔ کہ مسلمانون کی اپنی سلطنتین بھی ہون گی۔ اور ان کو غیر اقوام کے ماتحت بھی رہنا پڑے گا اور خود سلطنت کرکے اور مسلمانون کو عیسائیون کے ماتحت رکھکر بتادیا کہ حکومت کس طرح کرنی چاہیئے اور غیر اقوام کے ماتحت کس طرح رہنا چاہیئے۔

بڑا فکر انسان کو معاش کا ہوتا ہے چنانچہ موجودہ شورش کا بڑا اصل یعنے اس کی تہ مین ہیر پھیر کرکے یہی بات پڑی ہوئی ہے۔ کہ روپیہ زیادہ ملے اور عیش و عشرت اور آزادی کے ساتھ روزی ملے۔ گو یہ سب باتین جیسا کہ مین پیشتر عرض کرچکا ہون اب بھی حاصل ہین۔ مگر خواہش یہ ہے۔ کہ وسیع پیمانے بلکہ اکمل پیمانے پر ہون۔ اور غیر اقوام اس مین شریک نہون مگر اللہ تعالےٰ اپنی کلام پاک مین مسلمانون کو ہدایت کرتا ہے

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب — یعنی جو شخص متقی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت سے اس کے لئے ایک آسانی کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسے رزق دیتا ہے۔ کہ اُسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ مسلمان مومن کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ استقلال اختیار کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود اس کی روزی کا متکفل ہو جاتا ہے۔ اور کوئی مشکل اس کو پیش نہیں آتی جس سے اللہ تعالیٰ اس کو نکال نہ دے۔

پس جب اس سے پہلے ہم ایک حکومت دیکھ چکے ہیں اور خوب جانتے ہیں۔ کہ ہمیں کیا کیا صعوبتیں حکام کے ہاتھوں اٹھانی پڑتی تھیں۔ تو اذان و فرائض مذہبی ادا کرنا تو درکنار ابھی اذان نہیں دے سکتے تھے۔ تو پھر بڑا ظلم ہوگا۔ اگر ہم ہو جاویں گورنمنٹ کے احسانمند نہ ہوں۔ جس کی عہد حکومت میں ہمیں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور پھر جب اللہ کا حکم ہے کہ حاکم وقت کی مطابعت کرو۔ اور سنت رسول نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ غیر اقوام اور خاصکر عیسائیوں کے ماتحت رہنا کوئی عیب نہیں۔ اور علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اگر متقی ہو۔ تو کسی مشکل اور تنگی کا خوف نہیں۔ یک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں سمجھا دیا ہے۔ کہ مومن کی اولاد کا بھی متکفل خود اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور اسے ہرگز کوئی فکر نہیں ہوتا۔ کہ میرے بعد میری اولاد اگر میں ان کے لئے کوئی ترکہ نہ چھوڑ جاؤں گا تو کیا کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بندہ خدا کے ساتھ جاتے ہیں۔ ایک گاؤں میں پہنچکر ایک گرتی ہوئی دیوار کو وہ شخص سنوار کر جا دیتا ہے اور بعدیہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اس کے والدین صالح اشخاص تھے جو مر گئے ہیں۔ اور ان کا ایک لڑکا یتیم اور نابالغ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ چونکہ اس کے والدین نیک بندے تھے اس لئے ان کی اولاد کو تنگی میں نہ چھوڑا جائے۔ اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ تھا۔ اگر وہ دیوار گر پڑتی تو وہ خزانہ ظاہر ہو جاتا اور لوگ اس کو نکال لیتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس کے بالغ ہونے تک وہ دیوار قائم رہے اور جب وہ جوان ہو۔ تو وہ اس سے متمتع ہو۔ اس مثال سے اور قرآن مجید کے دیگر مقامات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کی اولاد کا بھی متکفل ہو جاتا ہے پس ہم مسلمانوں کو جب یقین ہے کہ یہ کتاب الٰہی ہے اور اس کے سب وعدے سچے ہیں اور اسی پر چلنے سے ہم حقیقی فلاح پا سکتے ہیں۔ تو بڑی بے ایمانی ہے۔ اگر ہم اس سے منہ پھیریں اور حکام وقت کی مخالفت کر کے ان کے نزدیک اور اللہ اور رسول کے نزدیک قابل عتاب ٹھہریں۔

مسلمانوں کا ایک مسئلہ جہاد ہے۔ بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہوا ہے۔ دین کی خاطر جہاد کرنا جائز ہے۔ اس میں تو شک نہیں۔ کہ اسلام کا یہی مسئلہ ہے۔ کہ جنگ اگر ہو تو محض دین کی خاطر ہو اور کسی نفسانیت اور خلق خدا کو خواہ مخواہ تکلیف دینے کی غرض سے نہ ہو۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ بے وجہ تلوار کے ذریعہ سے اشاعت دین کیجائے قرآن شریف میں صاف حکم ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔ پس کیسا ظلم ہے۔ کہ اشاعت دین کے لئے تلوار اٹھائی جاوے۔ اول تو اگر کوئی شخص خوف سے اسلام کا اقرار کرے بھی تو قرآن شریف اس کو مسلمان قرار نہیں دیتا بلکہ وہ منافق ہے کہ زبان سے تو اقرار کرتا ہے۔ اور دل میں اس کے وہ اقرار موجود نہیں۔ پس تلوار سے وہ غرض حاصل نہیں ہوتی جو تلوار چلانے والے کے دل میں ہے اور علاوہ اس کے غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ مذہب کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ جو سچائی کی دلیل نہیں رکھتا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جنگ پیش آئے وہ محض مدافعتی جنگ تھے۔ اور جب تک کفار کے مظالم حد کو نہیں پہنچ گئے تب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تلوار اٹھانے کا حکم نہیں ہوا۔ قرآن شریف کو کھول کر دیکھو اور جہاں جہاں جہاد کا ذکر آتا ہے اس کو خوب غور سے پڑھو۔ تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ پہل کس طرف سے ہوئی اور جنگوں کا آغاز کس طرح ہوا۔ پہل کفار کی طرف سے ہوئی اور آغاز اس کا یہی تھا کہ ان کی تکالیف حد کو پہنچ گئی تھیں۔ پس جس طرح وہ مقابلہ میں آئے ان کی مدافعت اسی رنگ میں ہو سکتی تھی۔ فی زمانہ دین کا مقابلہ کوئی تلوار سے نہیں کرتا۔ پس ہمیں یہ خیال رکھنا کہ جہاد جائز ہے مناسب نہیں۔

افسوس ہے کہ مجھے کافی وقت نہیں ملا۔ اور اس لئے میں مبسوط بحث نہیں کر سکا مگر اب چند باتیں احمدی جماعت کے متعلق عرض کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں وہ یہ کہ آپ نے ایک شخص کو مسیح اور مہدی جو آخری زمانہ میں آنیوالا تھا۔ تسلیم کر لیا ہے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کری ہے اس کا یہی حکم ہے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو اور سلطنت کے کاموں میں ہرگز دخل نہ دو اور ایمانا۔ قولاً اور فعلاً سرکار انگریزی کے فرمانبردار رہو۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہر طرح گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کا نمونہ دکھلائیں۔ حضرت اقدس کا یہ فرمان بے وجہ نہیں۔ بلکہ آپ نے دلائل بھی دیئے ہیں کہ کیوں ہم پر اطاعت واجب ہے۔ جو گورنمنٹ کے احسانات عام طور پر اور پھر مسلمانوں پر ہیں۔ ہم ان میں مساوی شریک ہیں مگر علاوہ ان کے ہم پر خاص احسانات بھی ہیں اور وہی وجہ ہے ہم خاص طور پر اس کے شکر گزار ہیں۔ اسی ملک میں اپنے اور بیگانوں کے خیالات ہماری نسبت جو ہیں وہ آپ پر پوشیدہ نہیں اپنوں کے فتوے ہماری نسبت کفر وغیرہ کے ہیں وہ ہمکو دجال اور بے ایمان تصور کرتے ہیں۔ اور اگر آج یہ دیکھیں ہم مرتد ہیں اور اس لائق ہیں کہ ہمیں مصیبت میں ڈالا جائے مگر یہ گورنمنٹ کا زبردست ہاتھ ہے جو ہم کو بچائے ہوئے ہیں سید عبداللطیف کی موت نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جو حقوق ہمیں یہاں حاصل ہیں وہ اسلامی ممالک میں بھی میسر نہیں۔ حضرت صاحب پر جو مقدمہ اقدام قتل کا پادری کلارک کی طرف سے ہوا تھا اس میں ایک انگریزی ڈپٹی کمشنر ڈگلس صاحب نے ان کو بری کر کے بتا دیا کہ مذہبی رو سے پوری آزادی ہمیں حاصل ہے اور اختلاف مذہب کے باعث گورنمنٹ انصاف کو نہیں چھوڑتی۔ مولوی کرم دین نے جو استغاثہ حضرت صاحب پر کیا تھا اس کو دفع ہوگیا کہ اگر ہندوستان سے کوئی توقع انصاف کی نہیں ہو سکتی اور وہ حکام وقت ہی ہیں جن پر ہمیں بھروسہ ہو سکتا ہے غرض اس حالت میں کہ اپنے اور بیگانے ہم پر دانت پیس رہے ہیں۔ گورنمنٹ وقت کا وجود ہے کہ ہماری جانیں ہمارے مال اور ہماری عزتیں محفوظ ہیں اور دین و ایمان کی پابندی سے ہم مذہبی فرائض بجا لاتے ہیں۔ پس یہ خصوصیت قابل ہے۔ کہ گورنمنٹ کی جان نثار رعایا ہیں۔ بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ مسلمان گورنمنٹ کی بے جا خوشامد کرتے ہیں۔ مگر میں نے آپکے سامنے واقعات کو پیش کر دیا ہے جس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کی بے جا خوشامد نہیں کرتے اور علاوہ اگر خوشامد کریں بھی تو درست ہو کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ معمولی گورنمنٹ نہیں بلکہ ایک عظیم الشان گورنمنٹ ہے۔ اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے لئے بہبودی اور ترقی کے سامان مہیا کر سکے پس اگر خوشامد کریں تو بجا ہے بلکہ میرے خیال میں ضروری ہے۔

ہاں ہم یعنی احمدی جماعت نے تو ایک شخص کو مہدی تسلیم کر لیا ہے اور ہمیں کسی اور مہدی کے آنے کی امید نہیں کہ جو تلوار چلائیگا اور سلطنت اسلام قائم کریگا بلکہ اس نے قرآن شریف اور احادیث سے ثابت کر دیا ہے کہ اب جہاد حرام ہے چنانچہ صحیح بخاری میں یضع الحرب کی حدیث موجود ہے۔ پس ہمارے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کریں بلکہ میرے خیال میں جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت صحابہ کو عیسائی سلطنت میں بھیجا تو اس میں بھی اس زمانہ کے لئے ایک اشارہ تھا وہ یہ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک جلالی اور جمالی ایک محمد اور ایک احمد۔ احمد نام جمالی تھا جس میں مسکنت تھی۔ اور وہ آپ کی زمانہ بعثت کا کمی حصہ تھا۔ اس جلالی نام یعنے مسکنت کی حالت میں جو آپ نے ایک جماعت کو عیسائی سلطنت کے ماتحت بھیجا تو اس میں یہ اشارہ تھا کہ آخری زمانہ میں جو احمد نام کا بروز ہوگا۔ وہ ماتحتی کی حالت ہوگی اور ماتحتی عیسائی گورنمنٹ کی ہوگی جس میں وہ اپنے اشاعت دین کریگا۔ پس اللہ تعالیٰ کا کیسا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسی پرامن سلطنت نصیب کی ہے۔ کہ ہمیں مذہبی آزادی پوری حاصل ہے اور ہمیں گورنمنٹ کا احسانمند ہونا چاہیئے۔ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ جو شخص بندہ کا احسان نہیں مانتا وہ گویا نعمت الٰہی کی بے قدری کرتا ہے اور دنیا اور آخرۃ میں نقصان اٹھانے والا ہے۔ لوگ گورنمنٹ کو ہماری طرف بدظن کرنے کے لئے کئی طرح کی باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے لئے مرزا صاحب کا فرمان حکم ربانی ہے اور اب جو لاکھوں کی جماعت اس کے ساتھ شامل ہو گئی ہے۔ تو گورنمنٹ کو خیال رکھنا چاہیئے۔ اول تو یہ ان کا کہنا ہی فضول اور لغو ہے کیونکہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ یہ جماعت کس قسم کی ہے حضرت صاحب کی بار بار یہی تاکید ہے اور ان کی تعلیم میں اس بات پر زور ہے۔ کہ ہمیں دنیا سے کچھ غرض نہیں۔ ہم صرف دین سکھاتے ہیں اور دین پر لوگوں کو قائم کرتے ہیں اس تعلیم کا جزو اعظم یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کی ہر طرح کی اطاعت کیجائے۔ اور یہ جزو دین سے الگ نہیں کیونکہ اللہ اور رسول کا حکم ہے اور اس سے انحراف کرنا مومن کی شان سے بعید ہے۔

سلسلہ حقہ کے نئے ممبر

محمد حسین ۔ کمبوہ باجرہ کلاس والہ سیالکوٹ
محمد حسن " " " " "
والدہ محمد حسین " " " "
عالم بی بی " " " "
بہا مل " " " " "
علم دین " " " "
فاطمہ " " " "
مسمات بڈھی " " "
ریشم بی بی " " " "
حسین بی بی " " " "
صدر الدین ۔ گھنٹیالیان پسرور سیالکوٹ
اکبر علی " " " " "
اللہ دتا " " " " "
فضل بی بی " " "
اہلیہ بدر الدین " " "
محمد علی " " " " "
کرم الٰہی " " " "
جمعہ " " " " " "
پیر اللہ دتا " " " " "
بوٹا " " " "
ماہی " " " " " "
اسمعیل بی " " " "
ہاشم خان " " "
علی محمد " " " "
حاکم بی بی " " "
غلام قادر " " " "
الٰہی بخش " " " "
شکر دین " " "
مہتاب بی بی " " "
ولی محمد " " "
رحمت بی بی " " "
حاکم بی بی " " "
بیگم بی بی " " "
مولوی بوٹا معہ اہل و عیال " "
عبد الکریم ۔ بگہ ۔ بونن شہر جالندھر

شہاب الدین ۔ بنگہ بونن شہر جالندھر
نفضلدین ۔ داعیہ اللہ ماحان
رعیہ ۔ سیالکوٹ
ہیرا " " "
عیدا " " "
امام الدین ۔ دہرم کوٹ رندھاوا
نادر خان ۔ کیمچی ۔ مانسہرہ ۔ ہزارہ
کالی " " "
حسین خان " " "
رحمت نور " " "
بہادر خان " " "
میاں صفدر " " " "
رحمت خان " " "
غلام خان " " "
بیگم جان " "
فضل احمد ۔ سندوال فتح جنگ اٹک
سمندر خان معہ اہلیہ ٹھنڈوان
برکت بی بی اہلیہ حسین بخش گھنٹیالیان
پسرور ۔ سیالکوٹ
مولا بخش کلرک سی . او لاہور
حسین ۔ تنکارہ ۔ گورداسپور
مہتاب بی بی " " "
غلام رسول " " "
سرداراں " " "
لعل شاہ ۔ ملازم بندوبست پٹواری کلاس
راولپنڈی
محمد بخش ولد مرزا دار لمین کریال
ضلع گورداسپور
" نقیر محمد ولد نبی بخش " "
حامد علی ولد قطب دین سنگوہا ضلع
گورداسپور
کریم بخش ولد سلطان بخش قادیان
مرزا احمد بیگ ولد مرزا رسول بیگ
صاحب ۔ ساکن دہن ۔ ڈاکخانہ
کڑیانوالہ ضلع گجرات
میاں اسمٰعیل صاحب ولد نفضلدین
صاحب ۔ گوجرانوالہ

محمد خان ولد خان محمد ملازم قادر
ولد جہنڈا خان بمعہ زوجہ غلام فاطمہ
ریشم بی بی ۔ موضع دہیر کے چک ۸ ڈاکخانہ منڈی بہاؤ الدین کنگ
رحمت خان ولد فضل محمد " "
احمد خان ولد فضل محمد " " "
نفضلدین ولد غلام محمد " " "
خوشی محمد ولد فضل حق " " "
شاہ محمد ولد فضلدین " "
بختیار ولد امیر بخش " " "
محمد دین ولد محمد بخش " " "
رحمت خان ولد خدا بخش
دہیر کے کلان ضلع گجرات
سید محمد ولد اللہ دتا صاحب
سکنہ بڑالیہ ضلع گوجرانوالہ
امیر علی ۔ کاٹھ گڑھ ہوشیارپور
اہلیہ " " "
منت علی خان " "
اہلیہ " " "
مہر النساء " " "
غلام رسول " " "
عبد السلام " " "
حرمت بی بی " " "
رحیم بخش ۔ تلواڑہ رعیہ سیالکوٹ
فوجدار " " "
ولیداد " " "
مہر دین " " "
حاکم " " " "
خیر الدین " " "
اللہ دتا " " "
طالع مند " " "
محمد عظیم صاحب خیاط
شاہدرہ ۔ لاہور
منشی خدا بخش صاحب
معہ اہلیہ ۔ پنڈ دادنخان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

غیر معمولی رعایت

براہین احمدیہ نصف قیمت پر

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ کتاب براہین احمدیہ کس محنت سے دوبارہ چھپوائی گئی ہے۔ اور کیسے عمدہ کاغذ اور خوش نویسی کا انتظام کیا گیا ہے اور ساتھ حضرت اقدس کی سوانح عمری اور فہرست مضامین لگائی گئی ہے اسکی اصل قیمت بغیر جلد [illegible] اور مجلد [illegible] ہے بعض کی تحریک پر ایام تعطیلات مدارس میں اسکی قیمت میں ایک خاص رعایت کی گئی ہے یعنی قیمت نصف کر دی گئی ہے براہین احمدیہ کی قیمت فی نسخہ مبلغ [illegible] کر دی گئی ہے اور مجلد کی [illegible] ہے یہ ایسی رعایت ہے۔ کہ غالباً پھر نہ ہوگی۔ رعایت تو صرف طلباء کیواسطے کی گئی تھی مگر بعد میں مجھے خیال آیا۔ کہ اس کو آخر جون تک عام کر دیا جائے اس واسطے جو احباب چاہیں۔ اس رعایت سے فوراً فائدہ حاصل کریں درخواست ۳۰ جون تک دفتر میں پہونچ جانی چاہیئے۔

ناظم بکڈپو [illegible] قادیان

مفصلہ ذیل کتب دفتر بدر ایجنسی قادیان سے خرید فرمائیں

براہین احمدیہ اور درثمین کی قیمت میں یکم جولائی تک رعایت کی گئی۔ اب براہین احمدیہ غیر مجلد کی قیمت ۱۲/ مجلد ۱۳/ سے

درثمین مجلد ۸/ غیر مجلد ۶/ سے ملیگی

احباب وقت کو ہاتھ سے نہ دیں

نور الدین | مصنفہ علامہ دوران حضرت حکیم الامۃ۔ دھرم پال کی ترک اسلام کا جواب۔ جس میں بہت سے اسلامی مسائل پر پیرکن بحث فرمائی ہے۔ مخالفین اسلام کے لئے حجت ہے۔ قیمت ۱۰/

حضرت اقدس کیا فرماتے ہیں

اطلاع

(یہ دو کتب دفتر بدر ایجنسی سے ملسکتی ہیں چشمہ مسیحی۔ لغات القرآن ع ہر دو حصہ یکہزار صفحہ)

سید عبد الحی عرب صاحب نے میری کتاب چشمہ مسیحی کو عام فائدہ کے لئے دوبارہ چھپایا ہے اور درحقیقت ان کتابوں کا عام طور پر ملک میں شائع ہونا ضروری ہے پس اگر کوئی صاحب ہمت خرید کر کے عام لوگوں میں تقسیم کریں۔ تو انشاء اللہ موجب ثواب ہوگا۔ عیسائی پادری ہر ایک سال میں لاکھوں ہزار چھپوا کر شائع کرتے ہیں سوافسوس یہی ہے کہ دنیا کو ہماری تالیفات کا بہت ہی کم ملتی ہے۔ دوسرے صاحب موصوف نے جو عربی زبان رکھتے ہیں۔ لغات القرآن ایک کتاب تالیف کی ہے میری دانست میں وہ کتاب بہی مفید ہے۔ ہر ایک پر لازم ہے۔ کہ قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے خاص توجہ کرے۔ کیونکہ دینی علوم کا یہی خزانہ ہے۔ اور علم لغات قرآن نہایت ضروری ہے۔ والسلام

میرزا غلام احمد۔

سر الشہادتین | مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی سورۂ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں اس کے نکات ایک روپیہ میں بھی گران نہیں۔ قیمت ۱/

اعجاز احمدی | مصنفہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی۔ حضرت مسیح موعود کی تائید میں۔ قیمت ۳/

جنگ مقدس | حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و عبد اللہ آتھم کا باحثہ۔ اس میں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا بطلان کیا ہے۔ قابل دید ہے۔ قیمت ۸/

جام شہادت | مصنفہ حضرت ثاقب صاحب۔ مولوی عبد اللطیف صاحب کا جانسوز مرثیہ۔ قیمت ۱/

شہادت آسمانی | مصنفہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی۔ بکلمہ فضل رحمانی اور ایک مخالف کی کتاب کا جواب قیمت ۲/

رویائے صالحہ | مصنفہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی۔ ان نشانات کا ذکر جو حضرت مسیح موعود کے وجود باجود کے لئے ضروری ہیں۔ قیمت ۳/

الوصیۃ | مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت صاحب نے وصیت میں اپنا مذہب بیان کیا ہے اور مریدوں کو دین و مقبرہ بہشتی کے متعلق ضروری ہدائتیں دی ہیں۔ قیمت ۲/

القول الصحیح | اردو نظم۔ حضرت مسیح موعود کی تائید میں۔ خلیفہ ہدایت اللہ صاحب کی تصنیف قیمت ۱/

اسلام اور اس کا بانی | ایک انگریز کا لیکچر۔ اسلام کی تائید میں قیمت ۱/

نظم مستورات | مستورات کے لہجہ پر۔ قیمت ۱/

آنہ ڈکشنری۔ طالب علموں کے لئے نہایت مفید قیمت ۱/

کامن احمدی۔ الٰہ دادوالے۔ قیمت ۱/

احمدی جماعت کو مبارک اور خوش خبری

ایہا الاخوان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ فاضل اجل حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے ترجمہ قرآن شریف کا پہلا پارہ جو بطور نمونہ ترجمہ ہے۔ چھپ کر طیار ہوگیا ہے۔ امید کہ قدر دان قوم خرید کر مصنف کے حق میں دعائے خیر فرمادیں۔ کل ترجمہ مولانا موصوف الصدر نے اس عاجز کو دیدیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس خدمت کے لائق ہونا قبول فرما کر بہت جلد اس مقدس جماعت کے سامنے کل ترجمہ طیار کر کے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کل ممبران جماعت سے استدعا ہے کہ وہ اس کار خیر کے حسن انجام کے لئے دعا فرمادیں۔ ہدیہ پارہ اول علاوہ محصولڈاک ۴/۔ این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

المشتہر

عاجز شیخ عبد الرشید۔ مالک مطبع احمد صدر بازار میرٹھ

الخطبۃ

ضرورت نکاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ میرے ایک عزیز نوجوان دوست سید معقول روزگار سرکاری ملازم ہیں۔ جن کے حالات سے مجھے ذاتی واقفیت ہے۔ کہ وہ ایک نیک اور ہوشیار آدمی ہیں۔ شرعی ضرورت کے سبب دوسرے نکاح کے خواہاں ہیں چونکہ مجھے خود ان کے ساتھ محبت کا تعلق ہے اس واسطے میں ان کی بخوشی سفارش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جو احباب اس تعلق کو منظور فرمائیں گے وہ خوش ہوں گے۔ معاملہ کو بابرکت بنانے کے واسطے حضرت اقدس سے پہلے دعا کرائی جائیگی اور پھر فیصلہ ہوگا۔ خط وکتابت میرے نام ہو۔ ایڈیٹر

۲۔ ہمارے ایک مکرم دوست جو قوم کے سید ہیں اور ایک ریاست میں معزز عہدے پر ممتاز ہیں اور اس سلسلہ میں اول درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اور انکو حضرت اقدس بہت محبت اور دلی تعلق سے دیکھتے ہیں اور انکو ایک ضرورت شرعی یعنے حصول اولاد کے لئے دوسری شادی کی ضرورت ہے اور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء ہے کہ وہ اس غرض کیواسطے دوسری شادی کریں اور حضور ہی کی ہی اجازت سے سید صاحب موصوف نے میرے پاس ذکر کیا ہے کہ بذریعہ اخبار میں مناسب جگہ کی تلاش کیجاوے۔ حضرت نے بھی عاجز کو زبانی فرمایا ہے۔ کہ اس معاملہ میں کوشش کرو۔ اس واسطے تمام خط وکتابت میرے نام ہونی چاہیئے یا حضرت کے نام کیونکہ آخری فیصلہ حضرت اقدس کے حکم سے ہوگا۔

۵۔ مدد خان ملازم نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیوی فوت ہوگئی ہے۔ اور دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ مدد خان ایک نیک اور نوجوان ہیں۔ خط وکتابت میرے نام (معرفت ایڈیٹر) ہو۔

۶۔ سید محمد یوسف صاحب عمر ۲۳ سال جن کا اصل وطن کشمیر میں ہے۔ مگر چھ سال ہوئے۔ کہ بغرض تحصیل علوم دینی قادیان میں آئے تھے۔ اور تب سے اسی جگہ رہتے ہیں۔ اور اب کچھ عرصے سے تجارۃ کا کام شروع کیا ہے۔ اور آئندہ زندگی اسی جگہ گذارنے کی نیت رکھتے ہیں۔ نکاح کی خواہش رکھتے ہیں۔ زیادہ حالات جو صاحب معلوم کرنا چاہیں۔ وہ ایڈیٹر سے دریافت کر سکتے ہیں۔

طریقہ احمدیہ | مصنفہ قاضی اکمل۔ پنجابی منظوم۔ جس میں تمام عقائد احمدیہ ومسائل نماز روزہ بالدلائل مذکور ہیں۔ قیمت ۱/

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر کے لئے چھاپا گیا۔